News & Views

Khabr-o-Nazar

June 2009 جون، ۲۰۰۹

خبرونظر

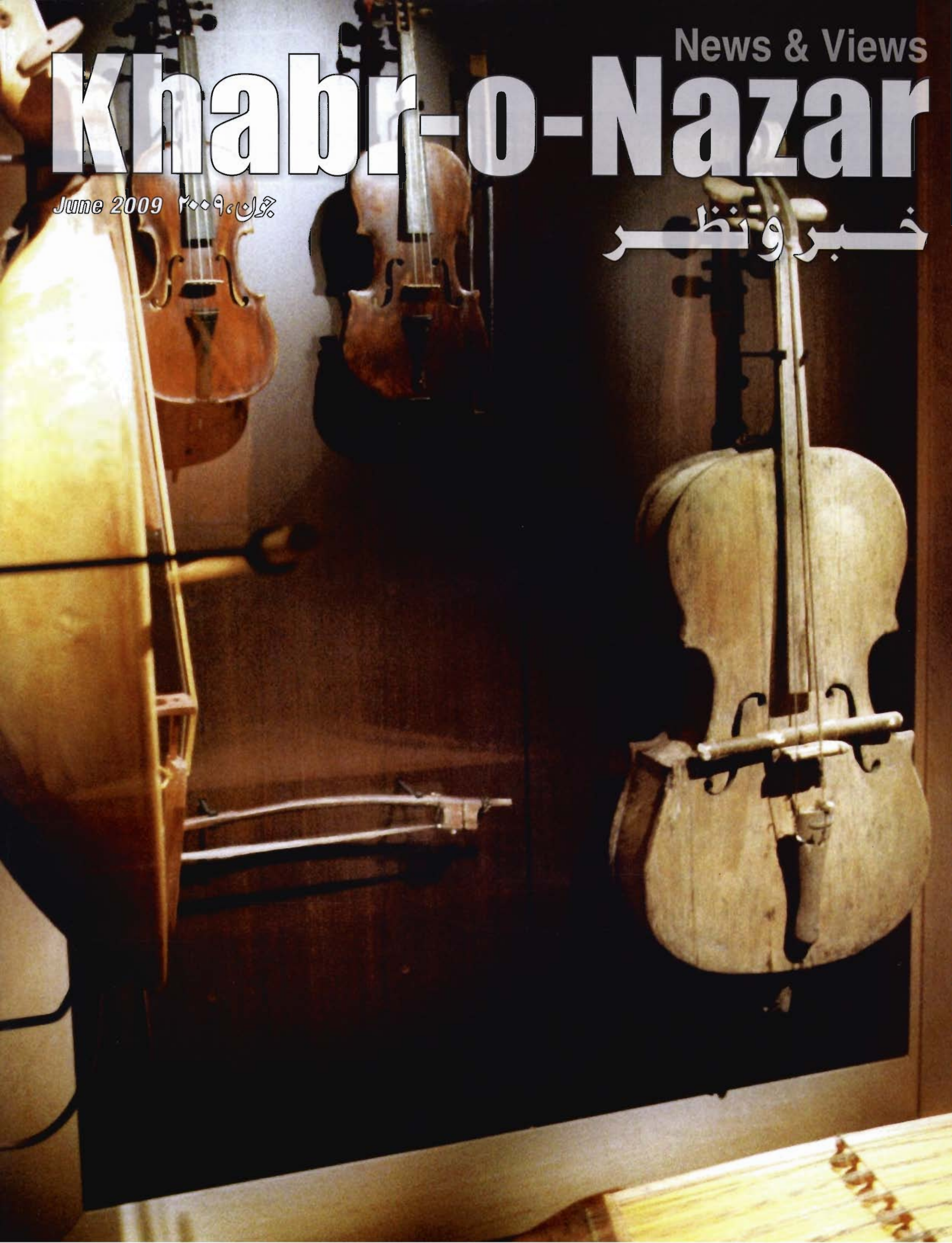

Table of Contents

فهرست مضامين

3	The Editor's Corner گوشۂ مدیر
4	Khabr Chat قارئین کی آراء
5	Looking for Answers جواب کی تلاش
6	Winning Articles انعام یافتہ مضامین
8	World Music Day عالمی یوم موسیقی
10	The Qawwali Influence قوالی کے اثرات
13	Song Writer Karim Salama Combines Muslim Faith and Country Music گیت نگار کریم سلامہ کے گیتوں میں مذہبی عقیدے اور لوک موسیقی کا امتزاج
16	"Unprecedented Cooperation" in Pakistan, Afghanistan Talks پاک افغان بات چیت میں بے مثال تعاون
19	U.S. Provides $110 Million in Emergency Aid to Pakistan پاکستان کے لئے امریکہ کی 110 ملین ڈالر کی ہنگامی امداد
23	Flag Day یوم پرچم
25	Launch of the Lahore Chapter of the Electrochemical Society الیکٹروکیمیکل سوسائٹی کی لاہور شاخ کا افتتاح
27	Earth Day Posters Depict Lahore and its Environment لاہور میرا شہر: یوم ارض کے موقع پر عکسی نمائش

Monthly Columns

ماهانه کالمز

28	Sieze the Opportunity موقع سے فائدہ اُٹھایئے
32	Visit the 50 States امریکہ کی پچاس ریاستوں کی سیر
37	Book of the Month منتخب کتاب
38	One Success at a Time کامیابی کی داستان
40	Alumni Connect دیرینہ تعلق
41	Ask the Consul قونصل سے پوچھئے
43	Videography وڈیوگرافی

News & Views

Khabr-o-Nazar

خبر و نظر

Issue No:4 شمارہ نمبر: ۴

Editor-in-Chief ...ڈیٹر ان چیف

Lou Fintor
Press Attaché and
Country Information Officer
U.S. Embassy Islamabad

Managing Editor ...نیجنگ ایڈیٹر

Jeremiah Knight Assistant Information Officer
U.S. Embassy Islamabad

Cultural Editor ...لچرل ایڈیٹر

Leslie Philips
Assistant Cultural Affairs Officer
U.S. Embassy Islamabad

Published by ...ائع کردہ

Public Affairs Section
Embassy of the
United States of America
Ramna-5, Diplomatic Enclave
Islamabad. Pakistan
Phone: 051-2080000
Fax: 051-2278607
Email: infoisb@state.gov
Website: http//islamabad.usembassy.gov

051-2080000
051-2278607

Designed by ...زائن

Saeed Ahmed

Front Cover ...رورق

Violins and cellos from Transylvania and Hungary are
display at the Museum of Musical Instruments in Brusse
Belgium, Aug. 3, 2000. The museum, which opened
June, houses one of Europe's finest collections of antiq
musical instruments. (AP Photo/Virginia Mayo)

...ز کے آلات موسیقی کے عجائب گھر میں ٹرانسلوانیا اور ہنگری کے وائلن اور سیلو نمائش
...لئے رکھے گئے ہیں۔ یہ عجائب گھر یورپ کے قدیم آلات موسیقی کے بہترین ذخیرہ
...طور پر جانا جاتا ہے (AP Photo/Virginia Mayo)

Back Cover ...س ورق

Mohammad Esaa Quadir, 43, repairs an Afghan
traditional instrument "Rubab" in Kabul, Afghanista
Saturday Dec.14, 2002. (AP Photo/Manish Swarup

...4 سالہ محمد عیسیٰ قدیر کابل، افغانستان میں روایتی ساز رباب کی مرمت کر رہا ہے

گوشۂ مدیر

the editor's corner

Dear Readers:

On the longest day of the year, musicians from all over the world perform free concerts at venues throughout the world in cities and towns celebrating the rich and diverse role that music plays in our global community. For the last 27 years, the world has celebrated World Music Day to pay homage to one of the most important art forms ever created. Music helps to express cultural identity, generational differences, religion, and even political ideals. This edition of Khabr-o-Nazar pays highlights music and its global and regional influence.

This month's Khabr-o-Nazar also features coverage of a historic meeting of the Presidents of the United States, Pakistan, and Afghanistan. The trilateral talks were hailed as a success in the development of regional security and economic development. Another important article describes U.S. Secretary of State Hilary Clinton's announcement of an additional $110 million from the American people to assist Pakistan's Internally Displaced Persons (IDPs).

In Khabr-o-Nazar's regular monthly column, we travel to the State of Georgia (the Peach State). Georgia's historical significance relates not only to the founding of America but also the role it played in the American Civil War. Today, it's diversity make it the perfect place for a visit when traveling to the United States. Meanwhile, two prestigious scholarship opportunities – the Hubert H. Humphrey Fellowship and the Fulbright Scholar Program are highlighted in our "Seize the Opportunity" column.

Finally, we'd like to say again how much we appreciate the overwhelming response of our readers to our new monthly "Question of the Month." Each month we receive numerous high quality essays – which makes the task of choosing winners all the more difficult. We hope that you will find this month's question challenging and will once again share your thoughts with us. As always, we look forward to reading your comments, suggestions and questions. Thank you for your continued support and feedback. Have a safe, pleasant, and enjoyable summer from all of us at Khabr-o-Nazar!

Lou Fintor
Editor-in-Chief and Press Attaché
US Embassy Islamabad
E-mail: infoisb@state.gov
Website: http//Islamabad.usembassy.gov

محترم قارئین :

سال کے طویل ترین دن، دنیا بھر کے موسیقار اور فنکار ہماری بین الاقوامی برادری میں موسیقی کے زبردست اور متنوع کردار کو اجاگر کرنے کے لئے مختلف شہروں اور قصبوں میں بلا قیمت اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ گزشتہ 27 برسوں سے دنیا "عالمی یوم موسیقی" کے موقع پر فنون لطیفہ کے اب تک تخلیق کئے گئے اہم ترین فن کو خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ موسیقی سے ثقافتی شناخت، نئی و پرانی نسلوں کے درمیان فرق، مذہبی اور حتیٰ کہ سیاسی نظریات کے اظہار میں مدد ملتی ہے۔ "خبرونظر" کے زیر نظر شمارہ میں موسیقی اور اس کے عالمی اور علاقائی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

رواں ماہ کے "خبرونظر" میں امریکہ، پاکستان اور افغانستان کے صدور کے درمیان تاریخی ملاقات کی رُوداد بھی پیش کی گئی ہے۔ سہ فریقی بات چیت کو علاقائی سلامتی اور اقتصادی ترقی کے پس منظر میں کامیابی قرار دیا جارہا ہے۔ ایک اور اہم مضمون میں امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کے بیان جس میں اُنہوں نے امریکی قوم کی جانب سے پاکستان کو اندرون ملک بے گھر ہونے والے افراد کیلئے 110 ملین ڈالر کی اضافی امداد کا اعلان کیا ہے، کا ذکر کیا گیا ہے۔

"خبرونظر" کے ماہانہ کالم میں ہم ریاست جارجیا کا سفر کررہے ہیں جو کہ آڑو کی ریاست کہلاتی ہے۔ جارجیا کی تاریخی اہمیت نہ صرف امریکہ کے قیام کی وجہ سے ہے بلکہ اس لئے بھی یہ ریاست امریکی خانہ جنگی میں اپنے کردار کے باعث بھی اہم تصور کی جاتی ہے۔ آج یہ ریاست اپنے تنوع کے سبب امریکہ کی سیاحت کیلئے بہترین مقام سمجھی جاتی ہے۔ دریں اثناء دو ممتاز وظائف کے مواقع۔ دی ہیوبرٹ ہمفرے فیلوشپ اور فل برائیٹ اسکالر پروگرام بھی "موقع سے فائدہ اُٹھایئے" کے کالم میں اجاگر کئے گئے ہیں۔

آخر میں ہم یہ ایک بار پھر کہنا چاہئیں گے کہ ہم اپنے نئے ماہانہ کالم "اس ماہ کا سوال" کے حوالے سے قارئین کے جوابات کے انبار کو کتنا سراہتے ہیں۔ ہر ماہ ہمیں لاتعداد اعلیٰ اور معیاری مضامین موصول ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے لئے انعام یافتہ مضامین کے انتخاب کا مرحلہ مشکل تر ہوگیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں آپ رواں ماہ کے سوال کو بھی ایک چیلنج تصور کریں گے اور ہمیں اپنے خیالات سے آگاہ کریں گے۔ ہمیشہ کی طرح ہم آپ کی آراء، تجاویز اور سوالات کے منتظر رہیں گے۔ ہم آپ کے مسلسل تعاون اور تبصروں پر آپ کے مشکور ہیں۔ "خبرونظر" کا ادارتی عملہ آپ کیلئے عافیت سے بھرپور خوشگوار اور پُرلطف موسم گرما گزارنے کی نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہے۔

لو فنٹر
ایڈیٹرانچیف وپریس اتاشی
سفارتخانہ ریاستہائے متحدہ امریکہ، اسلام آباد
ای میل: infoisb@state.gov
ویب سائٹ: http//Islamabad.usembassy.gov

Khabr Chat

قارئین کی آراء

"Responses from our readers"

Please accept my congratulation on publishing the first complete apolitical edition of Khabr-o-Nazar. It was a surprise for me to see articles on soft but very interesting themes such as the World Tuberculosis Day, climate change, Earth Day and Arbor Day. In the last few months, you have totally changed the outlook of this magazine; in fact, you transformed it into an entirely different product. I was stunned as soon as I opened the envelope, and saw the title of your magazine. The scenic beauty of the Yosemite National Park made the title-page so elegant. The article, 'Visit the 50 States' is the best article of the magazine, as it took me into trance at once. The gorgeous picture of Water Gap of Delaware looked like a scene of some ethereal paradise. I had no idea about the Arbor Day before; this was the first time that I read a motivating essay on this subject. Once again thank you for publishing such a fabulous magazine.

Khalil Hussain, Karachi

براہِ مہربانی خبر ونظر کا پہلا مکمل غیر سیاسی شمارہ شائع کرنے پر میری طرف سے مبارک باد قبول کریں۔ مجھے تپ دق، موسمیاتی تبدیلی، یوم ارض اور یوم آربر ایسے نرم مگر دلچسپ موضوعات پر مضامین دیکھ کر حیرانی ہوئی۔ گزشتہ چند ماہ کے دوران آپ نے اس رسالہ کی ہیئت مکمل طور پر تبدیل کر کے رکھ دی ہے۔ درحقیقت آپ نے اس کو ایک یکسر مختلف شے بنا دیا ہے۔ جوں ہی میں نے لفافہ کھولا تو میں رسالہ کا سرورق دیکھ کر حیران رہ گیا۔ سرورق پر یوزمائیٹ نیشنل پارک کے دلآویز حسن نے مجھے اپنے سحر میں لے لیا۔ پچاس ریاستوں کی سیر رسالہ کا بہترین مضمون تھا اور اس نے مجھ پر جادو کر دیا۔ واٹر گیپ آف ڈیلاویئر کی شاندار تصویر فردوس بریں کا کوئی منظر معلوم ہوتا تھا۔ مجھے آربر ڈے کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔ پہلی مرتبہ میں نے اس موضوع پر ایک متاثر کن مضمون پڑھا۔ اتنا زبردست میگزین شائع کرنے پر میں آپ کا ایک بار پھر مشکور ہوں۔

خلیل حسین، کراچی

I recently got a chance of reading your magazine "Khabr-o-Nazar" at my friend's office. All the articles were skillfully written, and full of sound and useful information. I look forward to read the next issue of Khabr-o-Nazar. I appreciate your clearly edited and thought-provoking magazine.
I would like to take this opportunity to express my heartfelt and sincere appreciation for your magazine "Khabr-o-Nazar." You deserve this admiration for your commitment to disseminating such vital information in the masses.

Arbeela Hussain Ali, via email

مجھے حال ہی میں ایک دوست کے دفتر میں آپ کا میگزین خبر ونظر پڑھنے کا موقع ملا۔ اس کے تمام مضامین نہایت مشاقی سے قلمبند کئے گئے تھے اور ٹھوس اور مفید معلومات سے مزین تھے۔ میں خبر ونظر کا اگلا شمارہ پڑھنے کا منتظر ہوں۔ میں آپ کے واضح طور پر تدوین شدہ اور فکر انگیز جریدہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔
میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے میگزین خبر ونظر کی اشاعت پر دلی مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔ اتنی اہم معلومات لوگوں میں پھیلانے کے عزم پر آپ تعریف کے مستحق ہیں۔

اربیلا حسین علی، بذریعہ ای میل

Thank you very much for regularly sending me your Magazine "Khabr-o-Nazar."It is really a good magazine with much information. I would like to suggest you to kindly publish articles on trade and business. For example, how can we develop business relations to boost export of different Pakistan products?

Sh. Mohammed Saleem, Sialkot

مجھے خبر ونظر باقاعدگی کے ساتھ ارسال کرنے کا شکریہ قبول کریں۔ یہ واقعتاً ایک اچھا رسالہ ہے جس میں بہت اطلاعات ہوتی ہیں۔ میں یہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ آپ اپنے رسالہ میں ٹریڈ اور بزنس کے بارے میں بھی مضامین شائع کیا کریں۔ مثال کے طور پر ہم اپنے تجارتی تعلقات کو کس طرح بڑھا کر پاکستان کی مختلف مصنوعات کی برآمد کو فروغ دے سکتے ہیں؟

شیخ محمد سلیم، سیالکوٹ

Khabr-o-nazar has significant importance owing to its Urdu-English composition, excellent design, and special articles on Pak-U.S. relations. We can say that this magazine is serving the cause of mutual understanding and bringing people of both countries together. All articles are praiseworthy, particularly the 'Visit the 50 States', 'Ask the Consul' and 'Seize The Opportunity.' In the end, I would like to suggest you to publish articles on Islamic history, culture and architecture in this magazine.

Mohammad .Ishtiaq, Sargodha

خبر ونظر اپنی اردو و انگریزی تحریروں، شاندار ڈیزائن اور پاک امریکہ تعلقات ایسے موضوعات کے باعث ایک نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ رسالہ ایک دوسرے کو سمجھنے اور دونوں ملکوں کے عوام کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے مقصد کے حصول میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ تمام مضامین قابل تعریف تھے خصوصاً پچاس ریاستوں کی سیر، قونصل سے پوچھیئے اور موقع سے فائدہ اُٹھایئے۔ آخر میں، میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اپنے رسالہ میں اسلامی تاریخ، تہذیب اور فن تعمیر کے بارے میں بھی مضامین شائع کریں۔

محمد اشتیاق، سرگودھا

جواب کی تلاش

Looking for Answers

"Looking for answers" gives our readers a voice to comment and share their views on myriad topics that are shaping our world. Each edition of "Looking for Answers" poses a question to you (our readers) and invites you to share your thoughts with us in short essay form. All submissions will be reviewed by the Public Affairs Section of the U.S. Embassy. Two "monthly winners" will be chosen and have their essays published in the subsequent edition of Khabr-o-Nazar. Winners will also receive a prize from the Public Affairs Section. Along with the two monthly winners, three "Honorable mentions" will receive certificates.

The following are the official guidelines for essay submissions:

- Essays should not exceed 250 words
- All essay submissions must be sent electronically to infoisb@state.gov or via mail
- All essays must focus on the question presented in the most current edition of "Looking for Answers"
- Deadline for submission of essays is the 25th of every month.
- All submissions must include the submitter's complete name, telephone number and home or work address.
- Essays will be published in the forthcoming editions of Khabr-o-Nazar.
- Winner will receive a prize mailed to their indicated address.

"جواب کی تلاش" ہمارے قارئین کواُن مختلف موضوعات پر تبصرہ اوراپنی آراء میں شریک کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے جو ہماری دنیا کی صورت گری کرتے ہیں۔ ہر شمارہ میں ہم اپنے قارئین سے ایک سوال کرتے ہیں تاکہ وہ ایک مختصر مضمون کی شکل میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ موصول ہونے والے تمام مضامین کا امریکی سفارتخانہ کا شعبہ امور عامہ کا عملہ جائزہ لے گا۔ ہر ماہ دو جیتنے والے مضمون نگاروں کا انتخاب کیا جائے گا اور خبر ونظر کے آئندہ شمارہ میں ان کی فکری کاوش شائع کی جائے گی۔ جیتنے والوں کو شعبہ امور عامہ کی جانب سے ایک انعام دیا جائے گا۔ دو منتخب مضامین کے علاوہ مزید تین قابل ذکر مضامین کا بھی تذکرہ کیا جائے گا اور انہیں اسناد دی جائیں گی۔

مضامین بھیجنے کے درج ذیل قواعد وضوابط ہیں:

- مضمون اڑھائی سو الفاظ سے زیادہ طویل نہیں ہونا چاہیئے۔
- تمام مضامین ای میل کے ذریعہ infoisb@state.gov یا بذریعہ ڈاک بھیجے جا سکتے ہیں۔
- تمام مضامین تازہ ترین شمارہ میں پوچھے گئے سوال کو مدنظر رکھ کر تحریر کیے جائیں۔
- مضمون موصول ہونے کی آخری تاریخ ہر مہینے کی 25 تاریخ ہے۔
- تمام مضامین کے ساتھ مضمون نگار کا پورا نام، ٹیلی فون نمبر اور گھر یا دفتر کا پتہ درج ہونا ضروری ہے۔
- مضامین خبر ونظر کے آئندہ شماروں میں شائع کیے جائیں گے۔
- کامیاب مضمون نگار کو دیئے گئے پتے پر انعام بذریعہ ڈاک بھیجا جائے گا۔

Question of the Month

Who is/are your favorite Pakistani musician(s) and what affect has this person or group had on Pakistani Culture?

اس ماہ کا سوال

آپ کا پسندیدہ پاکستانی موسیقار کون ہے اور اس شخصیت یا گروپ نے پاکستانی ثقافت کو کس طرح متاثر کیا ہے؟

Winning Article

What are the main issues/challenges facing Pakistani women in the 21st century?

By Amir Aziz, Lahore

The main and the most serious challenge to the womenfolk of Pakistan is the erroneous and self-styled interpretation of religious laws. Another major issue is ill-treatment of women by means of ethnic, tribal or communal customs and traditions in the garb of religion.

An equally significant issue for the Pakistani woman is the denial of identity and personality by man folk. It is essential to recognize women as an institution, and as an embodiment of compassion and feelings. Unless the status of Pakistani woman is not recognized as equal to man, she will remain an instrument of joy, or an alien of some far-away planet that is just like a zombie without any feeling or thoughts. Such incarnation doesn't have any sentiments, or any desire.

One more challenge for the Pakistani womenfolk is the denial of freedom and independence. Women are not allowed to maintain an opinion on any issue, and if there is some freedom to enjoy in having a personal point of view in some cases, no one is ready to pay heed to her. All her problems originate from this lack of freedom of expression. Only this free will can liberate her from all repressions.

Finally, a dilemma that female Pakistanis currently face is the linkage to her male counterpart. The ever-prevailing presence of some male member of the family poses a big challenge for woman. Pakistani women also face several other issues including lack of education, no access to healthcare, social inequality, and menace of dowry, mental torture and physical abuse. The solution of all these problems is directly related to strengthening of democratic, legal, social institutions, and a vibrant role of the civil society.

تحریر: عامر عزیز، لاہور

اکیسویں صدی میں پاکستانی عورتوں کو جو سب سے بڑا اور خطرناک چیلنج درپیش ہے وہ مذہبی قوانین کی غلط اور من مانی تعبیر ہے۔ برادری، قبائل یا قوم کے رواج کو مذہب کا لبادہ اُڑھا کر عورتوں کے ساتھ ناروا سلوک بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔

پاکستانی معاشرہ میں عورتوں کو ایک اور بڑا چیلنج ان کی ذات کی نفی ہے۔ عورت کے وجود کو بحیثیت ایک ادارہ اور بحیثیت ایک ایسے وجود کے جس کے رگ و ریشہ میں انسانی خون دوڑتا ہے۔ اور جس کے دل و دماغ میں انسانی جذبات و احساسات موجود ہیں اس کا شعور دلوانا۔ جب تک پاکستانی عورت کے وجود کو ایک مرد کے وجود کی طرح تسلیم نہیں کیا جاتا، اس کی حیثیت معاشرہ میں ایک ایسی ہستی کی سی رہے گی جو یا تو محض سامان تعیش ہے یا پھر کسی دوسری دنیا کی مخلوق جو کہ زندہ لاش ہے۔ جس کے جسم میں جان نہیں اور جس کے دل میں کوئی ارمان، کوئی خواہش نہیں۔

پاکستانی عورتوں کا دوسرا بڑا مسئلہ آزادی اظہارِ رائے ہے۔ عورت کی اول تو کوئی رائے نہیں ہوتی اگر کہیں یہ رواج ہے بھی محض صدا بصحرا کی مانند۔ عورتوں کی آزادی رائے چھن جانے کی وجہ سے ہی ان کے دیگر مسائل نے جنم لیا ہے۔ پاکستانی عورت کے لب آزاد کرنا ہی اس کی نجات کا ذریعہ ہے۔

ایک اور اہم چیلنج جو عورتوں کا درپیش ہے وہ پاکستانی معاشرہ میں عورت کے وجود کو مرد کے وجود کے ساتھ منسلک کرنا ہے اور ایک عورت کے لئے ہر وقت ایک مرد کی موجودگی بھی عورت کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ پاکستانی عورت کو تعلیم، صحت، معاشرتی درجہ بندی، جہیز کی لعنت اور جسمانی و ذہنی تشدد کا بھی سامنا ہے۔ ان تمام مسائل کا حل جمہوری، قانونی، معاشرتی اور معاشی اداروں کی مضبوطی اور سول سوسائٹی کے کردار پر منحصر ہے۔

Winning Article

اکیسویں صدی میں پاکستان کی خواتین

کو کن بنیادی مسائل/چیلنجوں کا سامنا ھے؟

By: Muhammad Sajid-us-Salam,
Bahawalpur

تحریر: محمد ساجد السلام، بہاولپور

Male dominant societies are accepting gradually the importance of the role of women in reshaping the world. Pakistani society is one of these luckily.

Pakistani females are serving efficiently in different disciplines like Education, Heath, Law, Police, Armed-Forces, Politics, Agriculture, Social Sector etc side by side men, even then they are facing a number of problems like poor health, low literacy rate, high mortality rate, sexual harassment, social injustice, inhuman treatment, inequality, honor killings, unnatural customs & traditions etc.

Poor health is a big issue. From day one, they are regarded as less important to their parents because of the preference of boys over girls in all cases like nutrition (Food) and Education.

Even married females prefer their husbands and other family members over themselves in nutritional matters. Insufficient food leads to a poor health and a great cause of high mortality rate during pregnancy. Different countries and organizations are helping Pakistan to cope with these matters. Yet, the mismanagement and poor implementation of policies is a great obstacle in elimination of these problems.

Social injustice, inequality & sexual harassment are other considerable issues. If the matrimonial bond breaks, the party who always suffers is woman. They have no forum to appeal, only a few established by in the recent past.
Unnatural customs and inhuman tradition like Vani, Karo-Kari, Watta-Satta, marriage with Quraan & Honor-Killing are the major obstacles in the prosperity of women in Pakistan. But brave women of Pakistan are endeavoring hard to tackle these problems and progressing gradually.

مردوں کے معاشرہ میں آہستہ آہستہ دنیا کو تبدیل کرنے میں خواتین کے کردار کی اہمیت کو تسلیم کیا جا رہا ہے۔ پاکستانی معاشرہ بھی ایسے خوش قسمت معاشروں میں سے ایک ہے۔

پاکستانی خواتین مختلف شعبہ ہائے زندگی میں مردوں کے شانہ بشانہ خدمات سرانجام دے رہی ہیں جن میں تعلیم، صحت، قانون، پولیس، مسلح افواج، سیاست، زراعت اور سماجی شعبہ وغیرہ شامل ہیں۔ مگر وہ متعدد مسائل کی بھی شکار ہیں جیسا کہ صحت کے مسائل، کم شرح خواندگی، زیادہ شرح اموات، جنسی ہراساں، سماجی ناانصافی، غیر انسانی سلوک، عدم مساوات، غیرت کے نام پر قتل، غیر فطری رسومات اور روایات۔

صحت کی خرابی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ روزِ اول سے والدین ہر معاملے میں چاہے وہ خوراک ہو یا تعلیم بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دیتے ہیں۔

حتیٰ کہ شادی شدہ عورتیں کھانے پینے کے معاملات میں اپنے شوہروں اور دوسرے اہل خانہ کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہیں۔ غذا کی کمی کے باعث ان کی صحت خراب رہتی ہے اور دوران حمل زیادہ شرح اموات کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ مختلف دوست ممالک اور تنظیمیں ایسے معاملات میں پاکستان کی مدد کر رہے ہیں لیکن بدانتظامی اور حکمت عملیوں پر درست عمل نہ ہونا ان مسائل کے خاتمہ میں بڑی رکاوٹ ہیں۔

سماجی ناانصاف، عدم مساوات اور جنسی طور پر ہراساں کرنے ایسے معاملات بھی قابل ذکر مسائل ہیں۔ اگر نکاح کا رشتہ ٹوٹتا ہے تو جو فریق ہمیشہ خسارے میں رہتا ہے وہ بحر حال عورت ہی ہوتی ہے۔ ان کے پاس دادرسی کیلئے کوئی زیادہ فورم نہیں ہیں اور وہ بھی سماجی تنظیموں نے ماضی قریب میں قائم کئے ہیں۔

غیر فطری رسم و رواج اور غیر انسانی روایات جیسا کہ ونی، کارو کاری، وٹہ سٹہ، قرآن مجید سے شادی اور غیرت کے نام پر قتل پاکستان میں خواتین کی خوش حالی کی راہ میں بڑی رکاوٹیں ہیں۔ لیکن پاکستانی خواتین ان مشکلات پر قابو پانے کے لئے بھرپور کوششیں کر رہی ہیں اور آہستہ آہستہ ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔

Honorable Mention :قابل ذکر مضامین

Bashir Hussain Azad, Chitral
Dr. Naveed Iqbal Ansari, Karachi
Syed Kamal Bukhari, Azad Kashmir

بشیر حسین آزاد، چترال
ڈاکٹر نوید اقبال انصاری، کراچی
سید کمال بخاری، آزاد کشمیر

WORLD MUSIC DAY

Source: The Official Website of the City of Santa Fe, New Mexico

Completely different from a music festival, the Fête de la Musique is above all a free popular event, open to any participant (amateur or professional musicians) who wants to perform in it. This Music day allows the expression of all styles of music in a cheerful atmosphere. It aims at a large audience, working to popularize musical practice for young and not so young people from all social backgrounds. It gives an opportunity to communicate and share a very special moment through music.

The musicians are asked to perform for free, and all the concerts are free for the public. They play in open-air areas such as streets and parks or in public buildings like museums, train stations, restaurants as long as there is no charge to the public. The Fête de la Musique encourages major music institutions (orchestra, operas, choirs, etc.) to perform outside their usual locations. In this way it offers an opportunity to develop exchange and promote encounters between young musicians and well-known talents as well as the general public.

■ WHERE IT STARTED

The idea was first broached in 1976 by American musician Joel Cohen, then employed by the national French radio station France Musique. Cohen proposed an all-night music celebration at the moment of the summer solstice. The idea was taken up by French Music and Dance director Maurice Fleuret for Minister of Culture Jack Lang in 1981 and first took place in 1982. For more than 20 years this unique international event, dedicated to all music and musicians, has spread to more than 340 cities in 110 countries worldwide.

▶ Tracy Byrd performs at the Country Music Association Music Festival, June 2008 in Nashville, Tenn.

"FETE DE LA MUSIQUE"

Visitors gather at the Elysee Palace in Paris, Saturday, June 21, 2008, during the annual day-long festival of music. (AP Photo/Jacques Brinon)

پیرس میں شائقین موسیقی الیزے پیلس میں سالانہ میوزک فیسٹیول کے موقع پر ریپبلیکن گارڈ کے آرکسٹرا سے محظوظ ہورہے ہیں

عالمی یومِ موسیقی

عالمی یوم موسیقی، میوزک فیسٹیول سے قطعاً مختلف چیز ہے۔ یہ ایک قسم کی آزادانہ اور عوامی تقریب ہوتی ہے، جس میں کوئی بھی شخص (شوقیہ یا پیشہ ور موسیقار) حصہ لے سکتا ہے۔ عالمی یوم موسیقی ایک خوشگوار ماحول میں میوزک کی تمام اصناف اور طرزوں کے اظہار کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس کا مقصد ایسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شریک اور متوجہ کرنا ہے، جو ہر طرح کا پس منظر رکھنے والے نوجوانوں اور زیادہ عمر کے لوگوں میں موسیقی کو مقبول بنانے کے لئے کام کررہے ہیں۔ یہ موسیقی کے ذریعے دوسروں تک اپنی آواز پہنچانے اور اچھے لمحات میں دوسروں کو شریک کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

اس تقریب میں گانے والے فنکار کوئی معاوضہ نہیں لیتے اور محفل موسیقی میں داخلہ بھی فری ہوتا ہے۔ فنکار کھلی جگہوں مثلاً سڑکوں، پارکوں، میوزیم، ریلوے اسٹیشنوں، ریستورانوں اور دوسرے پبلک مقامات پر، جہاں کوئی فیس نہیں ہوتی، گانا گاتے ہیں۔ عالمی یوم موسیقی بڑے بڑے میوزک اداروں (آرکیسٹرا، اوپیرا، گرجا گھروں میں گانے والوں وغیرہ) کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ گانے کی اپنی معمول کی جگہوں سے نکل کر فن کا مظاہرہ کریں۔ اس طرح نئے اور پرانے گلوکاروں اور عام لوگوں کے درمیان رابطہ پیدا ہوتا ہے۔

اس کا آغاز کب ہوا

اس کا خیال سب سے پہلے امریکی موسیقار جوئیل کوہن نے 1976 میں پیش کیا تھا، جو اس وقت نیشنل فرنچ ریڈیو اسٹیشن France Musique میں کام کرتا تھا۔ کوہن نے موسم گرما کے انتہا کے موقع پر تمام رات محفل موسیقی جاری رکھنے کی تجویز پیش کی تھی۔ فرنچ میوزک اور ڈانس ڈائریکٹر Maurice Fleuret نے یہ تجویز 1981 میں وزیر ثقافت جیک لانگ کو پیش کی اور پہلی دفعہ یہ تقریب 1982 میں منعقد ہوئی۔ 20 سال سے زائد عرصے سے یہ منفرد تقریب جاری ہے، جو ہر قسم کی موسیقی اور موسیقاروں کے نام منسوب کی جاتی ہے۔ اب عالمی یوم موسیقی 110 ملکوں کے 340 سے زیادہ شہروں میں منایا جاتا ہے۔

◄ ڈربی برڈ نیشو یلے، ٹینیسی میں کنٹری میوزک ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام میوزک فیسٹیول میں اپنے فن کا مظاہرہ کررہے ہیں

The Qawwali Influence

Sufi Muslim mystical singing shapes world music

Nusrat Fateh Ali Khan,
A Pakistani singer, performs in Karachi, Pakistan.

نصرت فتح علی خان کراچی میں اپنے فن کا مظاہرہ کررہے ہیں۔

(AP Photo/Saeed Ahmed)

Source: www.america.gov

The track "The Face of Love" is a different sort of collaboration, featuring the lead singer for the Seattle-based alternative rock band Pearl Jam, Eddie Vedder, and the great Pakistani musician Nusrat Fateh Ali Khan, and produced by Ry Cooder. Khan was a leading performer of qawwali, a genre of mystical singing practiced by Sufi Muslims in Pakistan and India.

Qawwali singing is accompanied by a double-headed drum called the dholak and a portable keyboard instrument called the harmonium, which creates a continuous drone under the singing. In traditional settings the lead singer alternates stanzas of traditional poetic texts with spectacular and elaborate melodic improvisations, in an attempt to spiritually arouse his listeners and move them into emotional proximity with the Divine.

During the 1990s Nusrat Fateh Ali Khan became the first qawwali artist to command a large international following, owing to his performances at the annual WOMAD festivals curated by the rock star Peter Gabriel. Khan began to experiment with nontraditional instruments and to work with musicians outside the qawwali tradition, leading some critics to charge that the music had moved away from its spiritual roots.

"All these albums are experiments," Khan told the interviewer Ken Hunt in 1993. "There are some people who do not understand at all but just like my voice. I add new lyrics and modern instruments to attract the audience. This has been very successful."

قوالی کے اثرات

صوفیانہ کلام پر مبنی گیت عالمی موسیقی کی صورت گری کرتے ہیں

The Face of Love ایک مختلف طرز کا گانا ہے، جو سیئٹل کے راک بینڈ پرل جام کے گلوکار ایڈی ویڈر اور نامور پاکستانی موسیقار نصرت فتح علی خان نے مل کر گایا ہے اور جسے آر ُروائی کوڈور نے تیار کیا ہے۔ نصرت فتح علی خان قوالی کی گائیگی میں منفرد مقام رکھتے ہیں، جو برصغیر پاک و ہند کی نمایاں صنف گائیگی ہے۔ قوالی میں جو ساز استعمال ہوتے ہیں، ان میں ڈھولک اور ہارمونیم شامل ہے۔ ہارمونیم گانے کی لے برقرار رکھتا ہے۔ قوالوں کے طائفے کا بڑا قوال صوفیانہ اشعار کو خاص انداز میں الاپتا ہے، جس سے سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

1990 کے عشرے میں نصرت فتح علی خان پہلے قوال تھے، جن کے مداح دنیا بھر میں موجود تھے، کیونکہ وہ راک گلوکار پیٹر گبریل کی سرپرستی میں سالانہ WOMAD فیسٹیول میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتے تھے۔ نصرت نے غیر روایتی سازوں کا بھی استعمال کیا اور ایسے موسیقاروں کے ساتھ کام کیا، جو قوالی کی روایت سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے بعض نقاد کہتے تھے کہ قوالی اب روحانی موسیقی کے درجے سے دور ہو گئی ہے۔ نصرت فتح علی خان نے 1993 میں کین ہنٹ کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ تمام البم تجرباتی ہیں۔ بہت سے لوگ ان چیزوں کو سمجھ تو نہیں سکتے لیکن میری آواز کو پسند کرتے ہیں۔ میں سامعین کو راغب کرنے کے لئے نئے بول اور جدید ساز استعمال کرتا ہوں۔ یہ تجربہ بہت کامیاب رہا ہے۔

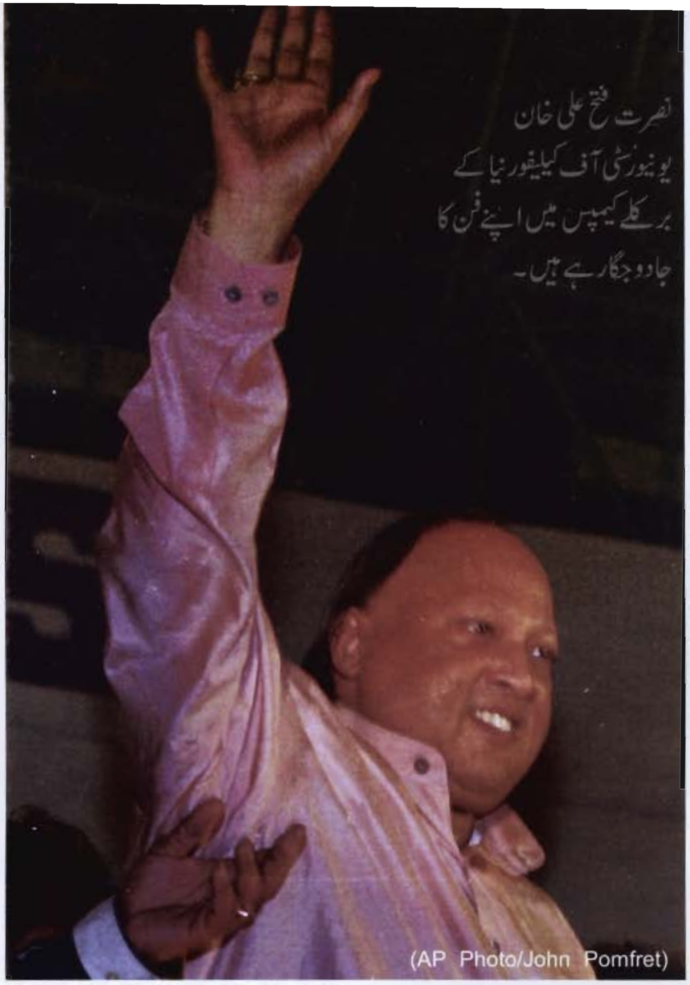

نصرت فتح علی خان
یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کے
برکلے کیمپس میں اپنے فن کا
جادو جگا رہے ہیں۔

(AP Photo/John Pomfret)

The 1996 film Dead Man Walking – the story of a nun's attempt to redeem the soul of a convicted murderer on the verge of execution – was the first to foreground Khan's contributions. Many reviews of Dead Man Walking stressed the contribution of Khan's voice to the haunting, mystical, and spiritual atmosphere of the film. The song "The Face of Love" is based on a simple melody, sung first by Khan with lyrics in the Urdu language, and then with English lyrics by Pearl Jam's lead singer Eddie Vedder:

Jeena kaisa Pyar bina [What is life without love] –
Is Duniya Mein Aaye ho to [Now that you have come to this world] (2x)
Ek Duje se pyar karo [Love each other, one another]
Look in the eyes of the face of love
Look in her eyes, for there is peace
No, nothing dies within pure light
Only one hour of this pure love
To last a life of 30 years
Only one hour, so calm and dark

This is not an example of music's functioning as a universal language, for most members of the film's American audience neither understood the words that Khan sang nor possessed any knowledge of the centuries-long history of Sufi mystical traditions. Nonetheless, it could be argued that this is a case where the well-meaning effort of artists to reach across cultural and musical boundaries does produce something like an aesthetic communion, a common purpose embodied in musical texture and poetry. Khan's appearance on the soundtrack of Dead Man Walking led to his being signed by the indie label American Recordings, managed by Rick Rubin, formerly the mastermind behind the rappers Run-D.M.C. and the Beastie Boys. The American music industry's market positioning of world music as yet another variant of alternative music is indicated by that label's roster of artists, which included not only Nusrat Fateh Ali Khan but also the "death metal" band Slayer, the rap artist Sir MixA-Lot, and the country music icon Johnny Cash.

1996 کی Dead Man Walking نامی فلم میں جو ایک راہبہ کی کہانی ہے، جو ایک قاتل کی پھانسی کے وقت اس کی روح کی مغفرت کی کوشش کرتی ہے، نصرت فتح علی خان کی موسیقی شامل ہے۔ اس فلم پر ہونے والے تبصروں میں اس بات کا خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے کہ نصرت کی آواز نے فلم کے پُراسرار، صوفیانہ اور روحانی ماحول میں بڑا نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ The Face of Love سادہ سی دھن پر مبنی ہے، جسے پہلے نصرت نے اردو بول کے ساتھ اور پھر پرل جام کے گلوکار ایڈی ویڈر کے ساتھ انگریزی بول کے ساتھ گایا:

جینا کیسا پیار بنا
اس دنیا میں آئے ہو تو
اک دوجے سے پیار کرو
Look in the eyes of the face of love
Look in her eyes,for there is peace
No,nothing dies within pure light
Only one hour of this pure love
To last a life of 30 years
Only one hour,so calm and dark

اسے موسیقی بطور عالمگیر زبان کی مثال تو نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ فلم کے اکثر امریکی ناظرین نہ تو نصرت کے گائے ہوئے بول سمجھتے تھے اور نہ انھیں صوفیانہ کلام کی صدیوں پرانی تاریخ کا کوئی علم تھا۔ تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے ذریعے فنکاروں نے ثقافت اور موسیقی کی سرحدوں کو وسیع کرنے کی کوشش کی اور ایسی چیز تخلیق کی، جسے جمالیاتی ہم آہنگی کہا جا سکتا ہے اور جو موسیقی اور شاعری کا مشترکہ مقصد ہے۔

نصرت فتح علی خان نے فلم Dead Man Walking کے گانے کے بعد indie label American Recording کے ساتھ کنٹریکٹ سائن کیا، جس کے منتظم رِک روبن تھے اور جو پہلے rappers کے Run-D.M.C اور Beastie Boys کے لئے کام کر چکے تھے۔ امریکی میوزک انڈسٹری نے میوزک کی عالمی مارکیٹ میں اپنے مقام و مرتبہ کی وجہ سے کئی اور گلوکاروں کو بھی متعارف کرایا، جن میں نصرت فتح علی خان کے علاوہ "ڈیتھ میٹل" بینڈ کے Slayer، ریپ آرٹسٹ سَر مکس اے لاٹ اور کنٹری میوزک کے تابندہ ستارے جانی کیش جیسے نام شامل ہیں۔

گیت نگار
کریم سلامہ:
ان کے گیتوں میں
مذہبی عقیدے اور لوک موسیقی
کا امتزاج ملتا ہے

جنوب مغربی امریکہ کریم سلامہ کا گھر ہے، جہاں لوک موسیقی روزمرہ زندگی کا بڑا حصہ ہے۔ کریم سلامہ کے لئے گھر کا مطلب ہے ایک راسخ العقیدہ مسلم گھرانے میں پرورش پانا اور کلاسیکی عرب لٹریچر اور شاعری کا مطالعہ کرنا۔

سلامہ نے، جن کی عمر اب 30 سال ہے، جب گیت لکھنا اور اپنے گیت گانا شروع کئے تو یہ بالکل قدرتی بات تھی کہ اس کے کلام میں اس کا مسلم عقیدہ، پُرکشش آواز اور ایک منفرد جنوبی لہجہ نظر آیا۔۔۔۔خواہ اسے دوسرے لوگ چونکا دینے والا امتزاج ہی سمجھیں۔

Songwriter Kareem Salama Combines Muslim Faith and Country Music

Everyone finds his mix of country music and Islam remarkable except him

Source: www.america.gov
Writer: Howard Cincotta

For Kareem Salama, home is the American Southwest, where country music provides much of the soundtrack to daily life. But home also meant growing up in a devout Muslim household and studying the rich textures of classical Arabic literature and poetry.

So when Salama, 30, started writing and singing his own songs, it was quite natural that he would combine a sensibility rooted in his Muslim faith with a compelling voice and a distinctive Southern accent — even if others find the combination startling.

OKLAHOMA AND MUSIC

Salama's parents are Egyptians who moved to Oklahoma, where they raised him along with two brothers and a sister. As a child,

Salama traveled to rodeos, county fairs and Indian powwows, and he was exposed to traditional bluegrass and country music in places like Branson, Missouri, and the legendary Grand Ole Opry in Nashville, Tennessee.

"Oklahoma, like me, is a place where cultures meet and dance," Salama wrote on his Web site. "Oklahoma is a hybrid of southern, western and Native American culture, and thanks to my mother's insatiable desire to learn and experience new things, she made sure that I and everyone in my family were immersed in it."

FAITH AND MUSIC

At the same time, Salama's parents didn't neglect his Muslim religious training. Despite his distinctive Southern accent and American music style, he is serious about his faith and draws on its rich religious and cultural heritage in his compositions. His songs are neither overtly political nor religious, but they do reflect his remarkable background, which the Web site alt.muslim.com calls "a living dichotomy" on the American musical landscape.

In one song dealing with the theme of tolerance, for example, Salama quotes the proverb of the noted Islamic scholar and poet Imam Shafi'ee: "I am like incense — the more you burn me, the more fragrant I become."

He acknowledges how his father's example shaped both his outlook and music: "He lives the maxim, 'Be hard on yourself, but easy on others.'"

He finds the songwriting process deeply intertwined with his faith. "I pray before and after I write a song," he said in a University of Iowa interview. "I choose each word carefully. I try to be very honest and hope that God brings this song into people's hearts."

COUNTRY CONNECTIONS

Salama's perspective on country music can be surprising, especially for those familiar only with the dominant commercial strain that leans toward lyrics celebrating the open road, honky tonk bars, and lost loves.

"There is a kind of soul in country music ... something that comes from deeper down. ... You can still hear something very old and very traditional," Salama said in an alt.muslim interview.

اوکلاہوما اور میوزک

سلامہ کے والدین مصری ہیں، جو اوکلاہوما میں آ کر آباد ہوئے اور جہاں انھوں نے سلامہ اور اس کے دو بھائیوں اور ایک بہن کی پرورش کی۔ بچپن میں سلامہ اکثر میلہ مویشیاں، تہواروں اور قدیم امریکیوں کی رقص و موسیقی کی تقریبات میں جاتا رہتا تھا۔ اسے برانسن، مسوری اور نیشویل، ٹینیسی میں Grand Ole Opry جیسی جگہوں پر روایتی بلیوگراس اور لوک موسیقی سے روشناس ہونے کا موقع ملتا رہتا تھا۔

سلامہ اپنی ویب سائٹ پر ایک جگہ لکھتا ہے: ''اوکلاہوما بھی میری طرح ایک ایسی جگہ ہے، جہاں مختلف ثقافتیں ملتی ہیں اور مل کر رقص کرتی ہیں۔ اوکلاہوما جنوبی، مغربی اور قدیم امریکی ثقافت کا امتزاج ہے اور یہ میری ماں کی کوششوں کا نتیجہ ہے، جو ہمیشہ نئی نئی باتیں سیکھنے اور جاننے کی خواہشمند رہیں اور جن کی کوشش رہی کہ ہم باقی اہل خانہ بھی اسی ثقافتی رنگ میں رنگ جائیں۔''

عقیدہ اور موسیقی

مذکورہ بالا تمام باتوں کے باوجود سلامہ کے والدین نے اس کی دینی تربیت کا بھی پورا خیال رکھا۔ جنوبی لہجے اور امریکی میوزک اسٹائل کے باوجود سلامہ اپنے مذہب کے معاملے میں بڑا سنجیدہ ہے اور اس کے کلام میں اپنے مذہب اور ثقافتی ورثے کا عکس نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

اس کے گیت نہ تو بہت زیادہ سیاسی اور نہ ہی مذہبی ہوتے ہیں، لیکن ان سے اس کے اپنے پس منظر کی عکاسی ہوتی ہے، جو اس کی ویب سائٹ alt.muslim.com کے بقول امریکی موسیقی کے منظرنامے کی ''دورخی کی زندہ مثال ہے۔''

مثال کے طور پر اپنے ایک گیت میں، جو رواداری اور تحمل کے موضوع پر ہے، سلامہ مشہور مسلم مفکر امام شافعیؒ کے قول کا حوالہ دیتا ہے کہ ''میری مثال لوبان کی سی ہے۔۔۔۔ مجھے جتنا جلاؤ گے، میں اتنی زیادہ خوشبو دوں گا''۔

سلامہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اس کے والد نے اس کی سوچ اور میوزک پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ میرے والد اس مقولے کی زندہ مثال ہیں: ''اپنے اوپر سختی کرو لیکن دوسروں سے نرمی برتو۔''

سلامہ کہتا ہے گیت نگاری کا میرے عقیدے سے گہرا تعلق ہے۔ آئیووا یونیورسٹی میں ایک انٹرویو میں انھوں نے کہا تھا: ''میں گیت لکھنے سے پہلے اور گیت لکھنے کے بعد دعا پڑھتا ہوں۔ میں ہر لفظ احتیاط سے چنتا ہوں۔ میں پوری دیانتداری سے کام لیتا ہوں اور مجھے یقین ہوتا ہے کہ خدا میرا یہ گیت لوگوں کے دلوں میں اتارے گا۔''

روایت سے تعلق

روایتی موسیقی کے بارے میں سلامہ کی سوچ خصوصاً ان لوگوں کیلئے حیران کن ہوسکتی ہے، جو صرف تجارتی نقطہ نظر سے واقف ہیں اور جن کا جھکاؤ ایسے نغموں کی طرف ہوتا ہے، جن میں کھلی سڑک، گھٹیا نائٹ کلب اور ناکام محبت کا ذکر ہوتا ہے۔

alt.muslim پر ایک انٹرویو میں سلامہ کہتا ہے: ''لوک موسیقی میں ایک قسم کی روح ہوتی ہے، جو کہیں گہرائیوں سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ اب بھی بہت قدیم اور بہت روایتی چیز سن سکتے ہیں''۔

In fact, Salama is drawing on a much older tradition that hearkens back to the roots of so-called bluegrass from the Appalachian region of the southeastern United States. (See "Bluegrass and Honky-Tonk.")

Salama also studied English literature, especially a celebrated spiritual poem by John Donne (1572-1631), "A Valediction: Forbidding Mourning," for which he wrote a melody to help himself memorize it.

COMPOSING AND PERFORMING

Salama wrote songs and lyrics while earning an engineering degree at the University of Oklahoma and then attending law school at the University of Iowa, where he met musician Aristotle Mihalopulos.

In a quintessential American moment, the sons of Egyptian and Greek immigrants decided to collaborate on American country music. Over the next several years, Salama performed before predominately Muslim audiences in the United States and Europe, accompanied by Mihalopulos on the guitar.

With his trim good looks, conservative haircut and country-classic black cowboy hat, Salama recognizes that people may come for the novelty of a Muslim country-music singer. He hopes they'll stay because they find his songs compelling.

He may be succeeding. On his summer 2008 tour in Europe, Salama played to enthusiastic Muslim and non-Muslim audiences in London, Berlin, Paris (at Euro Disney), Rome, Genoa, Italy, and Amsterdam, Netherlands.

Salama's first album, Generous Peace, appeared in 2006, followed by This Life of Mine a year later. His song "A Land Called Paradise" provided the soundtrack for an award-winning music video celebrating the diversity and vitality of the American Muslim community

He is now working on a commercial debut album that will feature the best material from the first two albums and several new songs.

But Salama is not focusing exclusively on a singing career. Having completed law school, he is preparing for the licensing (bar) examinations, and is interested in practicing patent law.

He summarizes some of his thoughts about his music on his MySpace page: "My hope is that my words will fall upon ears and hearts that may be seeking the same thing I am seeking … the inspiration to live a virtuous life that is pleasing to God."

درحقیقت سلامہ کو ایک نہایت قدیم روایت سے تقویت ملتی ہے، جو جنوب مشرقی امریکہ کے اپالاچی علاقے کی بلیوگراس موسیقی کی روایات سے تعلق رکھتی ہے۔

سلامہ نے انگریزی ادب خصوصاً جان ڈون (1631-1572) کی مشہور روحانی نظم "A Valediction: Forbidding Mourning" کا بھی مطالعہ کیا ہے، جس کے لئے انھوں نے ایک دھن بھی ترتیب دی تاکہ اسے نظم یاد کرنے میں سہولت رہے۔

دھنوں کی تیاری اور گلوکاری

سلامہ نے گیت لکھنے کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی آف اوکلاہوما سے انجینئرنگ کی ڈگری بھی حاصل کی ہے اور یونیورسٹی آف آئیووا میں لا اسکول میں بھی پڑھا ہے، جہاں ان کی ملاقات مشہور موسیقار آرسٹاٹل میہالوپولاس سے ہوئی۔

وہ مبارک گھڑی تھی جب مصر اور یونانی تارکین وطن کے بیٹوں نے امریکی لوک موسیقی کے لئے مل کر کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ کئی سال تک سلامہ امریکہ اور یورپ میں ایسے اجتماعات میں، جہاں اکثریت مسلمانوں کی ہوتی تھی، گلوکاری کا مظاہرہ کرتا رہا اور میہالوپولاس اس کے ساتھ گٹار پر سنگت کرتا تھا۔

سلامہ کو، جو خوبصورت وضع قطع اور بالوں کے روایتی اسٹائل کے ساتھ کنٹری کلاسیک سیاہ رنگ کا کاؤبوائے ہیٹ پہنتا ہے، اس بات کا احساس ہے کہ لوگ ایک مسلمان گلوکار کو جذبہ تجسس کے ساتھ سننے آتے ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ لوگ اسی طرح مجھے سننے آتے رہیں گے اور میرے گیتوں کو پسند کرتے رہیں گے۔

اس کی کامیابی کی علامات نمایاں ہیں۔ 2008 کے موسم گرما میں دورۂ یورپ کے دوران سلامہ نے لندن، برلن، پیرس (یورو ڈزنی)، روم، جینوا، اٹلی اور ایمسٹرڈم، نیدرلینڈ میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا اور مسلم اور غیر مسلم حاضرین سے داد وصول کی۔

سلامہ کا پہلا البم Generous Peace 2006 ء میں ریلیز ہوا تھا، جس کے ایک سال بعد دوسرا البم This Life of Mine مارکیٹ میں آیا۔ اس کا گیت "A Land Called Paradise" امریکی مسلمانوں کے تنوع اور فعالیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اس گیت کا ساؤنڈ ٹریک ایک میوزک وڈیو کے لئے بھی استعمال کیا گیا تھا، جس نے ایوارڈ حاصل کیا تھا۔

سلامہ اب اپنے پہلے کمرشل البم پر کام کر رہا ہے، جو پہلے دو البموں کے بہترین حصوں اور کچھ نئے گیتوں پر مشتمل ہوگا۔

لیکن سلامہ صرف گلوکاری پر اپنی ساری توجہ مرکوز نہیں کر رہا۔ اس نے لا اسکول کی تعلیم مکمل کر لی ہے اور اب وکالت کا لائسنس حاصل کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ وہ پیٹنٹ قوانین کے شعبے میں وکالت کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے۔

میوزک کے بارے میں اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے وہ MySpace page پر لکھتا ہے: "مجھے توقع ہے کہ میرے گیتوں کے بول ایسے کانوں اور دلوں میں اترتے رہیں گے، جنھیں اُسی چیز کی جستجو ہے، جس کی خود مجھے تلاش ہے، یعنی پاکیزہ زندگی گزارنے کی خواہش، جو خدا کو پسند ہو۔"

"Unprecedented Cooperation"

in Pakistan, Afghanistan Talks

پاک افغان بات چیت میں بے مثال تعاون

(AP Photo/Charles Dharapak)

President Barack Obama speaks to reporters after his meeting with Afghanistan's President Hamid Karzai, left, and Pakistani President Asif Ali Zardari, May 6, 2009.

صدر براک اوبامہ وائیٹ ہاؤس، واشنگٹن میں افغان صدر حامد کرزئی (دائیں) اور پاکستانی صدر آصف علی زرداری سے ملاقات کے بعد اخبارنویسوں سے خطاب کررہے ہیں۔

By Stephen Kaufman, Staff Writer
Source: www.america.gov

Washington — Meetings involving Afghanistan's President Hamid Karzai and Pakistan's President Asif Ali Zardari with President Obama and other officials of the United States in Washington have "advanced unprecedented cooperation" between the two South Asian nations, Obama said, to the benefit of all three countries.

Speaking May 6 at the White House after hosting both trilateral and bilateral meetings with his Afghan and Pakistani counterparts, Obama said there is "much to be done" to confront common security threats from insurgents such as the Taliban and al-Qaida, as well as to encourage greater economic opportunity and hope among their people.

"Along the border where insurgents often move freely, we must work together with a renewed sense of partnership to share intelligence, and to coordinate our efforts to isolate, target and take out our common enemy. But we must also meet the threat of extremism with a positive program of growth and opportunity," President Obama said.

صدر اوباما نے واشنگٹن میں افغان صدر حامد کرزئی اور صدر پاکستان آصف علی زرداری کے ساتھ ملاقات کے بعد کہا کہ جنوبی ایشیا کے دونوں ملکوں کے درمیان ''غیر معمولی تعاون'' کی فضا پیدا ہوئی ہے، جس سے تینوں ملکوں کو فائدہ پہنچے گا۔

افغانستان اور پاکستان کے صدور کے ساتھ سہ طرفہ اور دوطرفہ ملاقاتوں کے بعد 6 مئی کو وائیٹ ہاؤس میں اظہار خیال کرتے ہوئے صدر اوباما نے کہا کہ طالبان اور القاعدہ کے شورش پسندوں کے خطرے کا مقابلہ کرنے، دونوں ملکوں میں زیادہ سے زیادہ اقتصادی مواقع پیدا کرنے اور روشن مستقبل کے لئے ''ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔''

سرحدی علاقوں میں، جہاں شورش پسند آزادانہ نقل وحرکت کرتے ہیں، ہمیں شراکت داری کے نئے جذبے کے ساتھ خفیہ معلومات کا تبادلہ کرنا ہوگا اور مل جل کر کام کرنا ہوگا تاکہ ہم اپنے مشترکہ دشمن کو الگ تھلگ کرسکیں، اسے نشانہ بنا سکیں اور اس کا خاتمہ کرسکیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں انتہا پسندی کا مقابلہ کرنا ہوگا اور اس کے لئے ترقی اور اچھے مواقع پیدا کرنے کے پروگرام پر عمل کرنا ہوگا۔

۔صدر اوبامہ نے کہا کہ افغانستان کی معیشت کو مدد کی ضرورت ہے تاکہ وہ ترقی کرسکے اور

Obama said Afghanistan's economy needs assistance in order to grow, while also developing alternatives to the narcotics trade. "We must support free and open national elections later this fall, while helping to protect the hard-earned rights of all Afghans. And we must support the capacity of local governments and stand up to corruption that blocks progress."

Similarly, he called for "lasting support" for Pakistan's democratic institutions and assistance to Zardari's government as it confronts insurgents that Obama described as "the single greatest threat to the Pakistani state." The president said he has also asked the U.S. Congress for "sustained funding" to help Pakistan's infrastructure, such as building schools, roads and hospitals.

"I want the Pakistani people to understand that America is not simply against terrorism — we are on the side of their hopes and their aspirations because we know that the future of Pakistan must be determined by the talent, innovation and intelligence of its people," he said.

Obama said there is already evidence of a future "filled with violence and despair ... without opportunity or hope" if al-Qaida and its allies prevail. "That's not what the people of Pakistan and Afghanistan want, and it's not what they deserve," he said. The United States has also learned that "our security is shared," especially after the September 11, 2001, terrorist attacks on New York and Washington.

The president warned of continued violence and setbacks, but said the United States has made a "lasting commitment" not only to defeat al-Qaida, but also to support Afghanistan and Pakistan's democratically elected governments.

President Barack Obama, followed by Afghan President Hamid Karzai, right, and Pakistani President Asif Ali Zardari, center, arrives to make statements , White House, May 6, 2009

(AP Photo/Ron Edmonds)

ساتھ ہی منشیات کی تجارت کی جگہ متبادل مواقع پیدا کرنا ہوں گے۔ ''ہمیں افغانستان میں اس سال موسم خزاں میں ہونے والے انتخابات کو آزادانہ اور شفاف بنانے میں مدد دینا ہوگی اور تمام افغانوں کو ان کے حقوق کے تحفظ میں مدد دینا ہوگی، جو بڑی قربانیوں کے بعد حاصل کیے گئے ہیں۔ ہمیں مقامی حکومتوں کی استعداد بڑھانے اور کرپشن کے خاتمے میں بھی مدد دینا ہوگی، کیونکہ یہ ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے''۔

اسی طرح پاکستان کے جمہوری اداروں کو مستحکم بنانے اور زرداری حکومت کے لئے مدد دینا بھی ضروری ہے، جو شورش پسندوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ ''یہ شورش پسند پاکستان کی ریاست کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔'' میں نے کانگریس سے بھی کہا ہے کہ پاکستان کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے لئے ''تسلسل کے ساتھ مدد دی جائے'' تاکہ وہ اسکول، سڑکیں، ہسپتال اور اسی طرح کا دوسرا بنیادی ڈھانچہ تعمیر کر سکے۔

''میں پاکستان کے لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ امریکہ محض دہشت گردی کا مخالف نہیں، ہم پاکستان کے لوگوں کی آرزوؤں اور امنگوں کے ساتھی ہیں، کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے مستقبل کا تعین پاکستان کے عوام کی ذہانت، جدت پسندی اور دور اندیشی کے ذریعے ہونا چاہئے۔''

صدر اوبامہ نے کہا کہ اگر القاعدہ اور اس کے اتحادی کامیاب ہو جاتے ہیں تو جو مستقبل تشکیل پائے گا، وہ واضح طور پر تشدد اور مایوسی سے پُر ہوگا۔ ''پاکستان اور افغانستان کے لوگ ایسا مستقبل نہیں چاہتے اور نہ وہ ایسے خوفناک مستقبل کے مستحق ہیں۔'' امریکہ نے بھی خصوصاً 11 ستمبر 2001 کے واقعے کے بعد، جس میں دہشت گردوں نے نیویارک اور واشنگٹن میں حملے کئے، یہ سبق سیکھا ہے کہ ''ہماری سیکورٹی مشترک ہے۔''

صدر نے تشدد اور دوسری مشکلات کے خطرے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ نے ''مصمم عزم'' کر رکھا ہے کہ نہ صرف القاعدہ کو شکست دی جائے گی بلکہ افغانستان اور پاکستان کی منتخب جمہوری حکومتوں کی مدد بھی کی جائے گی۔

''خواہ کچھ بھی ہو، ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ سیکورٹی، اچھے مواقع اور عدل و انصاف کے لئے لوگوں کی خواہشات اور امنگیں، کسی بھی دشمن سے زیادہ طاقتور ہوتی ہیں۔''

محکمہ خارجہ میں اعلیٰ سطح کے وفود کی ملاقات

صدر اوباما کی افغانستان کے دونوں صدور سے ملاقات سے پہلے محکمہ خارجہ میں اعلیٰ سطح کے وفدوں کی ملاقات ہوئی، جس کی صدارت وزیر خارجہ ہلیری روڈھم کلنٹن نے کی۔ اس ملاقات میں امریکی سفارتی، فوجی، انٹلی جنس، اقتصادی حکام اور وزیر زراعت ٹام ولسیک نے شرکت کی۔ وزیر زراعت نے افغانستان اور پاکستان کے اپنے ہم منصبوں سے زرعی شعبے میں مدد دینے، آبی حقوق، زمین کو کٹاؤ سے بچانے کے انتظامات اور متبادل فصلوں کی کاشت کے معاملے پر بات کی۔

ہلیری کلنٹن نے وائیٹ ہاؤس میں صحافیوں کو بتایا کہ ''یہ ملاقات بہت اہمیت رکھتی ہے، جسے بعض لحاظ سے نمایاں پیشرفت بھی کہا جا سکتا ہے۔ ہماری حکومت کی طرف سے اعلیٰ

"No matter what happens, we will not be deterred. The aspirations of all our people — for security, for opportunity and for justice — are far more powerful than any enemy," he said.

HIGH-LEVEL DELEGATIONS MEET AT THE STATE DEPARTMENT

President Obama's meetings with the two leaders followed an earlier high-level delegation meeting at the State Department chaired by Secretary of State Hillary Rodham Clinton. That meeting included U.S. diplomatic, military, intelligence and economic officials and Agriculture Secretary Tom Vilsack, who spoke with his Afghan and Pakistani counterparts on agricultural assistance, water rights, anti-erosion measures and alternative crops.

"I thought it was a very significant meeting, in some ways a breakthrough meeting. The high-level participation from our government was very important, and the high-level participation from each of the delegations. A number of the comparable ministers had never met each other," Clinton told reporters at the White House.

(AP Photo/Gerald Herbert)

Earlier at the delegation meeting, the secretary said the United States "deeply, deeply regret[s]" the loss of civilian life in Afghanistan in a May 5 incident that press reports have described as an airstrike that occurred in the western region of the country.

"We don't know all of the circumstances or causes, and there will be a joint investigation by your government and ours," Clinton said. "But … any loss of innocent life is particularly painful. And I want to convey to the people of both Afghanistan and Pakistan that we will work very hard with your governments and with your leaders to avoid the loss of innocent civilian life."

During the delegation meeting, Pakistani Foreign Minister Shah Mehmood Qureshi and his Afghan counterpart, Rangin Dadfar Spanta, signed a memorandum of understanding that commits their countries to achieving a trade transit agreement by the end of 2009. Speaking at the State Department, Clinton described the agreement as an "important milestone." It has been under discussion since 1965, and once ratified, it will remove obstacles to the movement of goods and people across their border.

"Nothing opens up an area to economic development better than a good road with good transit rules and an ability to transport goods and people effectively," she said. "It will also help us bring more foreign direct investment into both countries, because that's always the first question: How do we get our goods to market? How do we get them to another economy in another country?"

سطح پر نمائندگی اور دوسرے فریقوں کے اعلیٰ سطح کے وفدوں کی شرکت بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اتنے ہم منصب وزرا نے پہلے کبھی ملاقات نہیں کی۔''

اس سے پہلے وفدوں کی سطح پر ملاقات میں وزیر خارجہ نے کہ کہ ''امریکہ کو افغانستان میں 5 مئی کے واقعے میں عام شہریوں کی ہلاکت پر گہرا افسوس ہے۔'' اخباری اطلاعات کے مطابق یہ واقعہ فضائی حملے کے نتیجے میں پیش آیا، جو ملک کے مغربی حصے میں کیا گیا۔

انھوں نے کہا: ''ہمیں تمام حالات یا وجوہات کا علم نہیں۔ اس مقصد کے لئے آپ کی حکومت اور ہماری حکومت مشترکہ تحقیقات کرے گی۔ کسی بھی انسانی جان کا نقصان ایک نہائت افسوس ناک بات ہے۔ میں افغانستان اور پاکستان کے عوام کو بتانا چاہتی ہوں کہ ہم آپ کی حکومتوں اور لیڈروں کے ساتھ مل کر پوری کوشش کریں گے کہ عام شہریوں کا جانی نقصان نہ ہو۔''

وفدوں کی ملاقاتوں میں پاکستان کے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی اور افغانستان کے وزیر خارجہ رنگین دادفر سپانٹا نے مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط کئے، جس میں 2009 کے آخر تک تجارتی راہداری کا معاہدہ طے کرنے کا عزم ظاہر کیا گیا ہے۔ ہلیری کلنٹن نے محکمہ خارجہ میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ معاہدہ ''ایک اہم سنگ میل'' کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر 1965 سے غور ہو رہا تھا۔ اور اب جب اس کی توثیق ہو جائے گی تو اس سے لوگوں اور سامان کی نقل و حرکت میں رکاوٹ دور ہو جائے گی۔

''اچھی سڑکوں اور تجارتی راہداری کے اچھے اصولوں اور لوگوں اور سامان کو موثر طریقے سے ایک جگہ سے دوسرے جگہ لے جانے کی صلاحیت سے کسی علاقے میں جو اقتصادی ترقی ہوتی ہے، وہ کسی اور طریقے سے ممکن نہیں۔ اس سے دونوں ملکوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری بڑھے گی، کیونکہ ہمیشہ سرمایہ کار یہ سوال کرتے ہیں: ''ہم اپنی مصنوعات منڈیوں تک کیسے پہنچائیں گے؟ ہم اپنی مصنوعات دوسرے ملکوں کی معیشت تک کیسے پہنچائیں گے؟''

Secretary of State Hillary Clinton announces humanitarian aid to Pakistan during a news conference in the White House in Washington, May 19, 2009.

وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن وائیٹ ہاؤس، واشنگٹن میں ایک نیوز کانفرنس کے دوران پاکستان کے لئے ہنگامی امداد کا اعلان کر رہی ہیں۔

U.S. Provides $110 Million in Emergency Aid to Pakistan

پاکستان کے لئے امریکہ کی 110 ملین ڈالر کی ہنگامی امداد

By Merle David Kellerhals Jr.
Staff Writer

Washington — The United States is providing $110 million in emergency humanitarian assistance to help Pakistan deal with a worsening crisis caused by a conflict between Pakistani forces and a Taliban insurgency that has forced approximately 2 million people to flee their homes.

"Providing this assistance is not only the right thing to do, but we believe it is essential to global security and the security of the United States, and we are prepared to do more as the situation demands," Secretary of State Hillary Rodham Clinton said.

Clinton said many of those Pakistanis displaced by the continuing conflict have found refuge with family members, in schools or mosques, or through the generosity of relatives.

واشنگٹن۔امریکہ پاکستان کو 110 ملین ڈالر کی ہنگامی امداد دے رہا ہے تاکہ طالبان باغیوں کے ساتھ پاک فوج کی لڑائی کی وجہ سے پاکستان کو جس بحران کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور جس کی وجہ سے تقریباً 2 ملین لوگوں کو گھر بار چھوڑنا پڑا ہے، اس کے لئے پاکستان کی مدد کی جا سکے۔

طالبان کی بڑھتی ہوئی عسکریت پسندی سے پیدا ہونے والی صورتحال کے خاتمے کے لئے فروری کے وسط میں امن معاہدے کی شکل میں ایک کوشش کی گئی تھی، جو اپریل میں اس وقت ختم ہوگئی، جب طالبان نے امن معاہدے کی پابندی سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد سے تقریباً 130 کلومیٹر (80 میل) شمال مغرب میں وادئ سوات میں حملے شروع کر دیئے۔ پاکستانی فوج نے پہلے اسلام آباد سے 100 کلومیٹر (60 میل) سے بھی کم فاصلے پر وادئ بونیر پر

کنٹرول حاصل کرنے کے لئے لڑائی کی، جو اپریل میں شروع ہوئی۔اس کے بعد فوج نے وادئ سوات کا رخ کیا۔

19 مئی کو وائیٹ ہاؤس کی خصوصی پریس بریفنگ میں وزیر خارجہ ہلیری روڈھم کلنٹن نے کہا کہ ہم پاکستان کو جو امداد دے رہے ہیں، وہ صرف ایک درست اقدام ہی نہیں، بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عالمی سلامتی اور امریکہ کی سیکورٹی کے لئے بھی لازمی ہے اور اگر ضرورت پڑی تو ہم مزید امداد دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔

’’طالبان کی شورش کی وجہ سے پاکستان میں جو لوگ بے گھر ہوئے ہیں، ان میں سے کئی ایک نے اسکولوں اور مسجدوں میں یا اپنے رشتہ داروں کے ہاں پناہ لے رکھی ہے۔ان رشتہ داروں کا یہ فراخدلانہ جذبہ قابل تحسین ہے۔‘‘

’’مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے ادارے اور پاکستان کے عوام موجودہ انسانی المیے سے کامیابی سے عہدہ براہوں گے، تاہم ضرورت اس بات کی ہے کہ بین الاقوامی برادری آگے آئے اور پاکستان کا ہاتھ بٹائے۔‘‘

’’جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے، امریکی محکمہ خارجہ پاکستان کے لئے 100 ملین ڈالر اور محکمہ دفاع 10 ملین ڈالر فراہم کر رہا ہے۔یہ 60 ملین ڈالر کی اُس امداد

"I'm confident that Pakistan's institutions and citizens will succeed in confronting this humanitarian challenge."

’’مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے ادارے اور پاکستان کے عوام موجودہ انسانی المیے سے کامیابی سے عہدہ براہوں گے ۔‘‘

"I'm confident that Pakistan's institutions and citizens will succeed in confronting this humanitarian challenge if the international community steps up and provides the support that is needed," she said at a special May 19 White House press briefing.

An effort to halt civil strife generated by a growing Taliban militancy ended in April when the Taliban said they would not abide by a peace pact offered in mid-February and launched attacks in the Swat Valley, about 130 kilometers (80 miles) northwest of the Pakistani capital, Islamabad. The Pakistani military first fought to recover sections of the Buner Valley less than 100 kilometers (60 miles) northwest of Islamabad in an offensive that began in April before sweeping into the Swat Valley.

The State Department is providing $100 million in assistance and the Defense Department is providing another $10 million, Clinton said. The assistance comes in addition to $60 million that has been provided since August 2008 to help Pakistanis who have been affected by the conflicts, and in addition to other funding for Pakistan that the Obama administration has requested from the U.S. Congress, the secretary said.

A U.S. disaster assistance response team, known as a DART, and U.S. Embassy staff are in the conflict region working with Pakistani authorities in evaluating needs for shelter, food, health, water and sanitation services, Clinton said. The U.S. Air Force is readying cargo flights into Pakistan to deliver critical food, water and temporary shelters, the Pentagon said.

Clinton said the U.S. Agency for International Development's Office of Foreign Disaster Assistance has delivered 30,000 family relief kits, 5,000 tents, FM radios, and generators to provide both light and water.

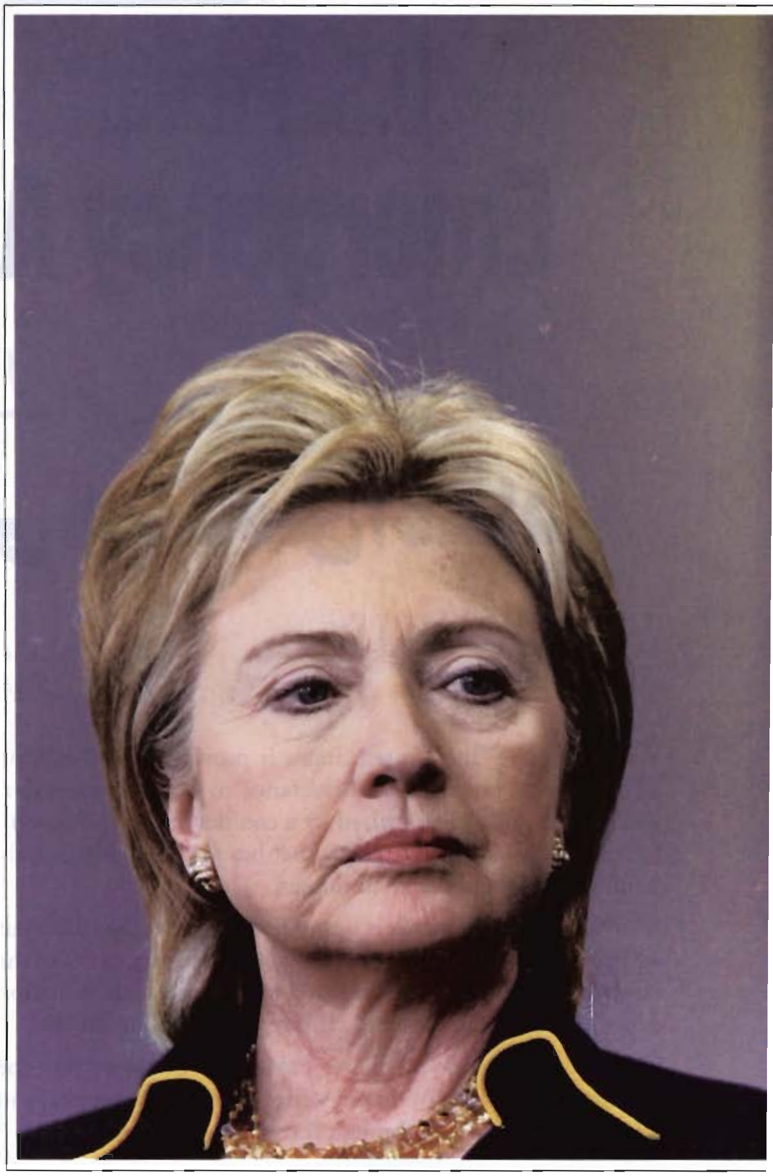

White House Spokesman Robert Gibbs, right, with Secretary of State Hillary Rodham Clinton, announces humanitarian aid to Pakistan during a news conference in the White House in Washington, May 19, 2009.

"At the request of the government of Pakistan's special support group, the U.S. military is providing water trucks, halal MREs [meals ready to eat], and large tents with environment units for hot weather," the secretary said.

The relief announcement came after the U.N. High Commissioner for Refugees, António Guterres, visited the quickly swelling refugee camps and immediately called for emergency international support.

One of the approaches guiding this relief effort, Clinton said, is that it should be more than just the delivery of relief supplies. "It should also be an investment in the people and the economy of Pakistan. So a significant portion of our pledged food aid will go to buy Pakistani grain in local markets, taking advantage of the country's bumper crop of wheat."

The United States is also coordinating relief efforts with the United Nations and the International Committee of the Red Cross and Red Crescent Society.

The State Department is providing $100 million in assistance and the Defense Department is providing another $10 million,

امریکی محکمہ خارجہ پاکستان کے لئے 100 ملین ڈالر اور محکمہ دفاع 10 ملین ڈالر فراہم کر رہا ہے۔

کے علاوہ ہے، جو اگست 2008 سے اب تک خانہ جنگی سے متاثرہ پاکستانیوں کے لئے دی گئی ہے۔ یہ پاکستان کی اُس امداد کے بھی علاوہ ہے، جس کے لئے اوباما انتظامیہ نے کانگریس سے درخواست کر رکھی ہے۔''

''امریکہ کی ایک ہنگامی امدادی ٹیم، جسے DART کیا جاتا ہے نیز امریکی سفارتخانے کے کارکن شورش زدہ علاقے میں موجود ہیں اور پاکستانی حکام کے ساتھ مل کر متاثرہ لوگوں کی رہائش، خوراک، علاج، پانی اور صفائی ستھرائی کی ضروریات کا اندازہ لگا رہے ہیں۔ امریکی محکمہ دفاع نے بھی کہا ہے کہ امریکی فضائیہ پاکستان کو مال بردار طیارے بھیجنے کی تیاری کر رہی ہے، جو فوری ضرورت کی خوراک، پانی اور عارضی رہائش گاہیں پہنچانے کے لئے استعمال ہوں گے۔''

''بین الاقوامی ترقی کے امریکی ادارے یو ایس ایڈ کے غیر ملکی ہنگامی امداد کے شعبے نے 30,000 فیملی ریلیف کِٹس، 5,000 خیمے، ایف ایم ریڈیوز اور پانی اور بجلی کی فراہمی کے لئے جنریٹرز بھیجے ہیں۔''

''حکومت پاکستان کے خصوصی امدادی گروپ کی درخواست پر امریکی فوج، پانی کے ٹرک، پکا پکایا حلال گوشت اور بڑے ایئر کنڈیشنڈ خیمے فراہم کر رہی ہے۔''

''پاکستان کے لئے ہماری اس امداد کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما ہے کہ یہ امداد محض امدادی سامان کی فراہمی تک محدود نہیں ہونی چاہئے، بلکہ اس کا مقصد پاکستان کے عوام اور معیشت کے لئے سرمایہ کاری ہونا چاہئے۔ اسی مقصد کے پیش نظر ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ غذائی امداد کا ایک خاصا بڑا حصہ پاکستان کی مقامی منڈیوں سے خریدا جائے گا، کیونکہ اس سال پاکستان میں گندم کی فصل بہت اچھی ہوئی ہے۔''

امریکہ نے پاکستان کے لئے امداد کا اعلان اقوام متحدہ کے ادارہ مہاجرین کے کمشنر انٹونیو گٹیریس کی اُس اپیل کے جواب میں کیا ہے، جو انھوں نے بڑی تعداد میں بے گھر ہونے والے لوگوں کے کیمپوں کا دورہ کرنے کے فوراً بعد کی تھی۔

امریکہ اقوام متحدہ، ریڈ کراس کی بین الاقوامی کمیٹی اور انجمن ہلال احمر کے ساتھ بھی مل کر کام کر رہا ہے۔

(AP Photo/Pablo Martinez Monsivais)

وائیٹ ہاؤس کے ترجمان رابرٹ گبز اور وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن وائیٹ ہاؤس میں پریس کانفرنس کے دوران

The $100 million is being allocated for the following activities:

• $20 million from the Office of Foreign Disaster Assistance for family relief kits, tents, FM radios and generators.

• $26 million for the immediate purchase of wheat, other food and related items from local sources.

• $17 million from Food for Progress for 50,000 tons of wheat.

• $10 million to respond to the forthcoming appeals by the United Nations for support.

• $15 million for shipments of food items such as lentils, dried peas and other basic foodstuffs.

• $12 million for an emergency response center for direct humanitarian needs.

• $10 million from the Defense Department to be used for water trucks, halal food, and large tents with environmental units, such as air conditioning, for hot weather.

Since 2002, the United States has provided more than $3.4 billion to alleviate suffering and promote economic growth, education, health and good governance in Pakistan, Clinton said.

"As long as this crisis persists, our assistance will continue," Clinton said. "We face a common threat, a common challenge, and now a common task."

Pakistani Prime Minister Syed Yousuf Raza Gilani recently appointed Brigadier General Nadeem Ahmad to lead the Pakistani relief effort, the White House said in a fact sheet. The general's appointment has been widely praised because of his efforts following the 2005 earthquake in Kashmir.

امریکہ کی طرف سے پاکستان کے لئے اعلان کردہ 110 ملین ڈالر کی امداد مندرجہ ذیل کاموں کے لئے استعمال ہوگی:

• 20 ملین ڈالر کی امداد، غیر ملکی ہنگامی امداد کے دفتر سے فیملی ریلیف کٹس، خیمے، ایف ایم ریڈیوز اور جنریٹرز کیلئے دی جائے گی۔

• 26 ملین ڈالر کی رقم، مقامی منڈی سے گندم اور دوسری غذائی اشیا کی فوری خریداری کے لئے ہوگی۔

• 17 ملین ڈالر کی رقم ''خوراک برائے ترقی'' پروگرام کی طرف سے دی جائے گی، جس سے 50,000 ٹن گندم خریدی جائے گی

• 10 ملین ڈالر کی رقم اقوام متحدہ کی امدادی اپیلوں کے جواب میں دی جائے گی۔

• 15 ملین ڈالر کی رقم غذائی اشیا مثلاً دالوں، خشک مٹر اور دوسری بنیادی غذائی اشیا کے لئے ہوگی۔

• 12 ملین ڈالر کی رقم براہ راست انسانی ضروریات کی فراہمی کے ہنگامی امدادی سنٹر کے لئے ہوگی۔

• 10 ملین ڈالر کی رقم محکمہ دفاع کی طرف سے پانی کے ٹرکوں، حلال خوراک اور بڑے ایئر کنڈیشنڈ گرمائی خیموں کے لئے ہوگی۔

وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے بتایا کہ 2002 سے اب تک امریکہ پاکستان کو اپنے عوام کی مشکلات کم کرنے، اقتصادی ترقی، تعلیم، صحت اور اچھے نظم و نسق کے لئے 3.4 ارب ڈالر سے زائد کی امداد دے چکا ہے۔

انھوں نے کہا: ''جب تک پاکستان میں موجودہ بحران جاری ہے، ہماری طرف سے امداد بھی جاری رہے گی۔ ہمیں مشترکہ خطرے، مشترکہ چیلنج اور اب مشترکہ ذمہ داری کا سامنا ہے۔''

وائیٹ ہاؤس کے حقائق نامے کے مطابق پاکستان کے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے حال ہی میں لیفٹیننٹ جنرل ندیم احمد کو پاکستان میں امدادی کاموں کا سربراہ مقرر کیا ہے۔ ان کے تقرر کا بڑے پیمانے پر خیر مقدم کیا گیا ہے، کیونکہ انھوں نے 2005 میں کشمیر میں آنے والے زلزلے کے بعد بھی امدادی کاموں کے لئے نہایت مستعدی سے خدمات انجام دی تھیں۔

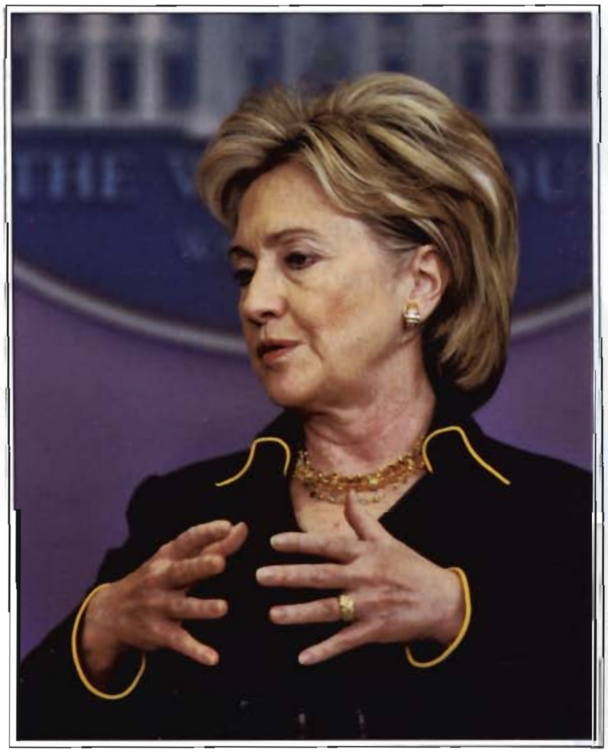

Secretary of State Hillary Clinton announces humanitarian aid to Pakistan during a news conference in the White House in Washington, May 19, 2009.
(AP Photo/Pablo Martinez Monsivais)

وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن پریس بریفنگ کے دوران

(AP Photo

FLAG DAY یومِ پرچم

Source: www.America.gov : ذریعہ

The Origins of Flag Day

The early history of the U.S. flag and Flag Day is a matter of debate. Both President Wilson, in 1916, and President Coolidge, in 1927, issued proclamations asking for June 14 to be observed as the National Flag Day. But it wasn't until August 3, 1949, that Congress approved the national observance, and President Harry Truman signed it into law.

"That the flag of the United States shall be of thirteen stripes of alternate red and white, with a union of thirteen stars of white in a blue field, representing the new constellation."

This was the resolution adopted by the Continental Congress on June 14, 1777. The resolution was made following the report of a special committee which had been assigned to suggest the flag's design.

A flag of this design was first carried into battle on September 11, 1777, in the Battle of the Brandywine. The American flag was first saluted by foreign naval vessels on February 14, 1778, when the Ranger, bearing the Stars and Stripes and

یومِ پرچم کی حقیقت

امریکی پرچم اور یوم پرچم کی ابتدائی تاریخ ایک ایسا مواد ہے جس پر بحث کی جا سکتی ہے۔1916 میں صدر ولسن اور 1927 میں صدر کولج نے 14 جون کو قومی یومِ پرچم منانے کے فرمان جاری کئے تھے۔لیکن 3 اگست 1949 کو جب کانگریس نے اس کی منظوری دی اس وقت تک یہ دن نہیں منایا گیا تھا۔ بعد میں اس بارے میں بل صدر ہنری ٹرومین کے دستخطوں سے قانون بن گیا۔

"یہ کہ امریکی پرچم، تیرہ متبادل سرخ اور سفید پٹیوں اور نیلے حصے پر تیرہ سفید ستاروں کے جھرمٹ پر مبنی ہوگا جو نئی کہکشاں کی نمائندگی کرے گا"

یہ ایک قرارداد تھی جس کی منظوری کنٹیننٹل کانگریس نے 14 جون 1777 کو دی تھی۔ یہ قرارداد، ایک خصوصی کمیٹی کی رپورٹ کے بعد تیار کی گئی جسے پرچم کا ڈیزائن تجویز کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

اس ڈیزائن کا پرچم، پہلی بار 11 ستمبر 1777 کو برینڈی وائن کی لڑائی میں لے جایا

under the command of Captain Paul Jones, arrived in a French port.

Tradition dictates that the first flag of this design was made by Mrs. John Ross, better known as Betsy Ross, of Philadelphia. Although the original design called for six-point stars, when the final product appeared, the stars were five pointed. It is unclear whether the idea of the five-point stars came from Betsy Ross, who was said to have found this pattern easier to sew, or General George Washington, who preferred the five-point stars as more dignified.

Observance of the adoption of the flag was not soon in coming, however. Although there are many claims to the first official observance of Flag Day, all took place more than an entire century after the flag's adoption in 1777. The most recognized claim comes from New York. On June 14, 1889, Professor George Bolch, principal of a free kindergarten for the poor of New York City, had his school hold patriotic ceremonies to observe the anniversary of the Flag Day resolution. This initiative attracted attention from the State Department of Education, which arranged to have the day observed in all public schools thereafter.

(AP Photo/St. Joseph News-Press, Ival Lawhorn Jr.)

Son watches father hang an American flag on a St. Joseph, Mo., business.

گیارہ سالہ ٹی جے سیمپسن اپنے ابو جیف سیمپسن کو سینٹ جوزف مونٹانا میں امریکی پرچم لہراتے دیکھ رہے ہے۔

Soon the state legislature passed a law making it the responsibility of the state superintendent of public schools to ensure that schools hold observances for Lincoln's Birthday, Washington's Birthday, Memorial Day and Flag Day. In 1897, the governor of New York ordered the displaying of the flag over all public buildings in the state, an observance considered by some to be the first official recognition of the anniversary of the adoption of the flag outside of schools.

Another claim comes from Philadelphia. In 1893, the Society of Colonial Dames succeeded in getting a resolution passed to have the flag displayed on all of the city's public buildings. Elizabeth Duane Gillespie, a direct descendant of Benjamin Franklin and the president of the Colonial Dames of Pennsylvania, that same year tried to get the city to call June 14 Flag Day. Resolutions by women were not granted much notice, however, and it was not until May 7, 1937, that Pennsylvania became the first state to establish the June 14 Flag Day as a legal holiday.

Bernard J. Cigrand, a school teacher in Waubeka, Wisconsin, reportedly spent years trying to get Congress to declare June 14 as a national holiday. Although his attempts failed, the day was widely observed. "Father of Flag Day" honors have been given to William T. Kerr, who was credited with founding the American Flag Day Association in 1888 while still a schoolboy in Pittsburgh, Pennsylvania.

گیا۔امریکی پرچم کو پہلی بار غیر ملکی بحری جہازوں نے 14 فروری، 1778 کو اس وقت سلامی دی تھی جب ستارے اور پٹیوں کا لباس پہنے رینجر، کیپٹن پاول جونز کی قیادت میں ایک فرانسیسی بندرگاہ پہنچے تھے۔

روایات کے مطابق اس ڈیزائن کا پہلا پرچم فلیڈیلفیا کی مسز جونز راس، المعروف بیٹسی راس نے تیار کیا تھا۔ اگرچہ اصل ڈیزائن میں چھ پوائنٹ کے ستاروں پر زور دیا گیا تھا لیکن جب قطعی پرچم تیار ہوا تو اس پر پانچ پوائنٹ کے ستارے استعمال کئے گئے تھے۔ یہ بات واضح نہیں کہ آیا پانچ پوائنٹ کے ستاروں کا تصور بٹسی راس نے پیش کیا تھا یا نہیں کیونکہ ان کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ انہیں پرچم کی تیاری میں یہ انداز آسان لگا تھا۔ یا یہ تصور جنرل جارج واشنگٹن کا تھا جنہوں نے پانچ پوائنٹ کے ستاروں کو زیادہ باوقار قرار دیا تھا۔

اگرچہ یوم پرچم، پہلی بار سرکاری طور پر منانے کے بارے میں کئی دعوے کئے جاتے ہیں لیکن یہ دن منانے کا سلسلہ جلد شروع نہیں ہوا تھا۔ 1777 میں پرچم کی منظوری کے بعد یہ دن منانے کا سلسلہ سو سال سے بھی زیادہ عرصے کے بعد شروع ہوا۔

زیادہ مسلمہ دعوی نیویارک سے کیا گیا۔ 14 جون، 1889 کو پروفیسر جارج بولک نے جو نیویارک سٹی میں غریب بچوں کیلئے مفت ابتدائی تعلیم کے سکول کے پرنسپل تھے، یوم پرچم کے بارے میں قرار داد کی سالگرہ منانے کی غرض سے اپنے سکول میں تقریبات کا اہتمام کیا۔ اس اقدام سے ریاست نیویارک کے شعبہ تعلیم کو ترغیب ملی اور اس نے اس کے بعد تمام سرکاری سکولوں میں یہ دن منانے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

جلد ہی ریاست کی قانون ساز اسمبلی نے ایک قانون کی منظوری دی جس کے ذریعے سرکاری سکولوں کے سپرنٹنڈنٹ پر یہ ذمہ داری عائد گئی کہ وہ سکولوں میں لنکن کا یوم پیدائش، واشنگٹن کی پیدائش کا دن، میموریل ڈے اور یوم پرچم منانے کا سلسلہ یقینی بنائیں۔ 1897 میں نیویارک کے گورنر نے ریاست کی تمام سرکاری عمارتوں پر پرچم لہرانے کا حکم نامہ جاری کیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سکولوں سے باہر قومی پرچم کی منظوری کی سالگرہ منانے کا یہ پہلا سرکاری اعتراف تھا۔

ایک اور دعوی فلیڈیلفیا سے کیا گیا۔ 1893 میں سوسائٹی آف کولونیل ڈیمس، شہر کی تمام سرکاری عمارتوں پر پرچم لہرانے کے بارے میں قرارداد منظور کرانے میں کامیاب ہوئی۔ ایلزبتھ ڈوئین گلیپسی کے مطابق، جو بنجامن فرینکلن کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور پنسلوینیا کے کولونیل ڈیمس کی صدر تھیں، اسی سال شہر میں 14 جون کو یوم پرچم کے طور پر منانے کیلئے بھی کوششیں کی گئیں۔ اگرچہ، خواتین کی ان قراردادوں پر کوئی زیادہ توجہ نہیں دی گئی لیکن 7 مئی 1937 کو پنسلوینیا پہلی ریاست بن گئی جس میں 14 جون کو یوم پرچم کے موقع پر عام تعطیل قرار دی گئی۔

وسکنسن کے شہر واؤوبیکا میں ایک سکول ٹیچر نے کانگریس کی طرف 14 جون کو قومی تعطیل قرار دلوانے کیلئے مبینہ طور پر کئی برس تک کوششیں کیں۔ اگرچہ ان کی کوششیں ناکام ہوئیں لیکن یہ دن بڑے پیمانے پر منایا جاتا رہا۔ فلیم ٹی کرکو "فادر آف فلیگ ڈے" کے خطاب سے نوازا گیا جنھوں پٹس برگ، پنسلوینیا میں 1888 میں اپنے سکول کے زمانہ طالب علمی میں ہی امریکن فلیگ ڈے ایسوسی ایشن کی داغ بیل ڈالی تھی۔

U.S. Consulate Hosts Launch of the

Lahore Chapter of the Electrochemical Society

الیکٹروکیمیکل سوسائٹی

کی لاہور شاخ کا افتتاح

Gathered at the U.S. Consulate Lahore, students shared their experiences and vision for the future as Public Affairs Officer Traci Mell officially launched the Lahore Chapter of the Electrochemical Society (ECS), lauding their initiative and drive.

"With the launch of the Lahore Chapter, you're joining a vibrant community of over 8000 scientists and engineers in over 70 countries striving for a common goal – bridging the gap between academia, research and engineering," remarked the U.S. diplomat as she greeted students and faculty from the Chemistry Department of the University of Engineering and Technology.

لاہور کے امریکی قونصل خانے میں ایک تقریب میں الیکٹروکیمیکل سوسائٹی ((ای سی ایس) کی لاہور شاخ کا افتتاح ہوا۔ پبلک افیرز آفیسر ٹریسی میل نے، جنھوں نے ای سی ایس لاہور شاخ کا افتتاح کیا، تقریب میں شرکت کرنے والے طلبہ کے شوق اور محنت کی تعریف کی۔

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے شعبہ کیمسٹری کے طلبہ اور اساتذہ کا خیرمقدم کرتے ہوئے انھوں نے کہا: ''یہ ہم سب کے لئے ایک خوشگوار لمحہ ہے، کیونکہ اس سے دونوں ملکوں کے درمیان تعاون کا ایک نیا باب کھلا ہے''۔

''لاہور شاخ کے افتتاح سے آپ 8,000 سائنسدانوں اور انجینئروں کے اُس متحرک گروپ میں شامل ہوگئے ہیں، جو 70 سے زائد ملکوں میں موجود ہے اور جو سائنسدانوں، محققین اور انجینئرنگ

Briefing the audience about ECS, faculty member Shahid Iqbal said that it was founded in 1902 in America as an international non-profit, educational organization. The Lahore Student Chapter is the first one in South Asia, and is among 19 such chapters in America and Europe.

The launch of the Lahore Chapter "marks an exciting moment for all of us as it adds yet another dimension to cooperation between our two countries" highlighted PAO Mell.

"My visit to the U.S. is a wonderful memory now. I met some lovely people there – people who were interesting, intelligent and worthy of admiration and respect" remarked Shamaila Sadaf as she and two fellow students reminisced about participation in the 211th Electrochemical Society Meeting in Chicago.

The ECS chapters give students an opportunity to understand electrochemical and solid-state sciences, have a venue to meet fellow students, and receive recognition for their scholarly activities and community services. In the long run, students aim to implement their research work to the industry.

The single most important resource in any country, including Pakistan, is its students, emphasized PAO Mell in her remarks. "Supporting education in Pakistan is a high priority for the U.S. government."

Acknowledging the hard work and long hours it involved to create the Lahore Chapter, the U.S. diplomat urged students to thank their "professors and mentors for their guidance in this initiative."

During discussion later office-bearers of the ECS Lahore Chapter encouraged students enrolled in science and engineering programs to join the group. Students also expressed keen interest in the material and resources displayed by the America Information Resource Center.

کے درمیان خلیج دور کرنے کے مشترکہ نصب العین کے لئے کوشاں ہے''۔

الیکٹروکیمیکل سوسائٹی کی لاہور شاخ کے قیام کے لئے جو محنت کی گئی، اس کا اعتراف کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اس کے لئے طلبہ کو اپنے اساتذہ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

تعلیم کی اہمیت واضح کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ پاکستان سمیت کسی بھی ملک کا واحد اہم ترین سرمایہ اس کے طلبہ ہی ہوتے ہیں۔''پاکستان میں فروغ تعلیم کے لئے مدد دینا حکومت امریکہ کی اولین ترجیح ہے۔''

فیکلٹی ممبر شاہد اقبال نے الیکٹروکیمیکل سوسائٹی کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ یہ سوسائٹی 1902 میں قائم ہوئی تھی۔ یہ ایک غیر تجارتی بین الاقوامی تنظیم ہے۔ اس سوسائٹی کی لاہور میں قائم ہونے والی شاخ جنوبی ایشیا کی پہلی شاخ ہے۔ امریکہ اور یورپ میں اس طرح کی کُل 19 شاخیں ہیں۔

شمائلہ صدف اور دو دوسرے طلبہ نے، جنھوں نے شکاگو میں الیکٹروکیمیکل سوسائٹی کے 211 ویں اجلاس میں شرکت کی تھی، اپنی یادیں تازہ کیں۔ شمائلہ صدف نے کہا:''امریکہ کا میرا یہ دورہ ایک خوشگوار یاد کے طور پر میرے ذہن میں محفوظ ہے، جہاں میں نے بڑے پیارے لوگوں سے ملاقات کی۔۔۔ایسے لوگ، جو بڑے دلچسپ، ذہین اور لائق احترام تھے۔''

الیکٹروکیمیکل سوسائٹی کی شاخیں طلبہ کو یہ موقع فراہم کرتی ہیں کہ وہ الیکٹروکیمیکل اور سالڈ اسٹیٹ سائنسوں کو سمجھیں اور دوسرے طلبہ سے ملیں۔ اس سے انھیں تحقیقی کام اور خدمت خلق کا موقع ملتا ہے۔ یہ طلبہ بعد میں مختلف صنعتوں کے لئے تحقیقی کام میں حصہ لیتے ہیں۔

ای سی ایس کی لاہور شاخ کے عہدیداران نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور سائنس اور انجینئرنگ کے طلبہ سے کہا کہ وہ سوسائٹی کے سائنسدانوں اور انجینئروں کے گروپ میں ضرور شامل ہوں۔ طلبہ نے اُس مواد میں بھی گہری دلچسپی لی، جو امریکن انفارمیشن ریسورس سنٹر نے نمائش کے لئے رکھا تھا۔

"Lahore – My City"

Earth Day Posters Depict Lahore and its Environment

Who would win the top five prizes, students thought excitedly as they thronged the Lahore City Heritage Museum, looking at the many posters submitted for the Earth Day Poster Competition and taking pictures of each other next to their artwork. The students – with assistance from their art teachers and parents – had worked extremely hard on the posters, which depicted Lahore's historical and cultural landmarks.

The hall resounded with applause as U.S. Consulate Principal Officer Bryan Hunt inaugurated the exhibit and then announced the winners.

"It is fitting to open this exhibition on Earth Day, for the posters not only highlight the lovely and historic city of Lahore," Mr. Hunt said. "They also show the importance of protecting the environment to ensure that these sites and landmarks are around for future generations to enjoy."

In March, the U.S. Consulate invited Lahore-based schoolchildren to send posters depicting their view of the provincial capital. More than 60 students, ages 12-15, sent in posters done in water colors, oil paint, pastels and crayons.

A panel headed by renowned artist and Executive Director Punjab Arts Council Ghulam Mustafa judged the posters. Shields were distributed to the creators of the top five posters while all participating students received certificates and a gift of books from the U.S. Consulate.

Mr. Hunt expressed his thanks to Lahore Museum Director Asghar Nadeem Syed and his staff for "collaborating with the U.S. Consulate on this exciting project." The U.S. diplomat remarked that having spent three years in Lahore, he could say that it is "My City" too.

Posters by the following participants were awarded the top five prizes respectively: Hijab Zeest, Beaconhouse School Defense Campus; Fatima Kausar, Convent of Jesus and Mary; Anoop Hafeez, Convent of Jesus and Mary; Maria Syed, Beaconhouse School Defense Campus; and Osama Mustafa, Government Central Model School Samanabad.

Chatting animatedly over tea later on, students said that they planned to bring their families over to the City Museum to come and look at their artwork.

"لاهور--- میرا شهر"

یوم ارض کی پوسٹروں کے ذریعے لاهور اور اس کے ماحول کی عکاسی

پہلے پانچ انعام کون جیتے گا؟ یہ سوال ان طلبہ کے ذہنوں میں گونج رہا تھا جو لاہور شہر کے ورثہ میوزیم میں جمع تھے اور ان پوسٹروں کو دیکھ رہے تھے اور ان کے ساتھ کھڑے ہو کر ایک دوسرے کی تصویریں اتار رہے تھے، جو یوم ارض پوسٹر مقابلے کیلئے پیش کئے گئے تھے۔ ان طلبہ نے اپنے اساتذہ اور والدین کی مدد سے بڑی محنت سے پوسٹر تیار کئے تھے، جن میں لاہور کے تاریخی اور ثقافتی مقامات کی عکاسی کی گئی تھی۔

ہال اُس وقت تالیوں سے گونج اٹھا، جب امریکی قونصل خانے کے پرنسپل آفیسر برائن ہنٹ نے نمائش کا افتتاح کیا اور پھر جیتنے والوں کے ناموں کا اعلان کیا۔ ہنٹ نے کہا: ''یوم ارض پر اس نمائش کا اہتمام موقع سے بڑی مناسبت رکھتا ہے، کیونکہ یہ پوسٹر نہ صرف لاہور کے خوبصورت اور تاریخی شہر کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ یہ ماحول کے تحفظ کی اہمیت بھی واضح کرتے ہیں تا کہ تاریخی مقامات آنے والی نسلوں کے لئے موجود رہیں۔''

مارچ میں امریکی قونصل خانے نے لاہور کے اسکولوں کے طلبہ کو دعوت دی تھی کہ وہ ایسے پوسٹر بھیجیں، جن میں لاہور شہر کی اُن کے اپنے نقطۂ نظر سے عکاسی کی گئی ہو۔ 60 سے زیادہ طلبہ نے، جن کی عمریں 12 سے 15 سال تک تھیں، اپنے پوسٹر بھیجے، جو واٹر کلر، آئل پینٹ، پیسٹل اور رنگدار چاک سے تیار کئے گئے تھے۔

ممتاز مصور اور پنجاب آرٹس کونسل کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر غلام مصطفیٰ نے بہترین پوسٹروں کا فیصلہ کیا۔ امریکی قونصل خانے کی طرف سے پہلے پانچ نمبر پر آنے والے پوسٹروں کے مصوروں کو شیلڈز دی گئیں، جبکہ مقابلے میں حصہ لینے والے تمام طلبہ کو سرٹیفکیٹ اور کتابوں کے تحفے دیئے گئے۔

جناب ہنٹ نے لاہور میوزیم کے ڈائریکٹر اصغر ندیم سید اور ان کے اسٹاف کا شکریہ ادا کیا، جنھوں نے ''شاندار نمائش کے انعقاد کے لئے تعاون کیا۔'' مسٹر ہنٹ نے کہا کہ میں تین سال سے لاہور شہر میں مقیم ہوں اسلئے، کہہ سکتا ہوں کہ لاہور میرا بھی شہر ہے۔''

مندرجہ ذیل مصوروں کے تیار کردہ پوسٹر پہلے پانچ نمبر پر رہے:

حجاب زیست	بیکن ہاؤس اسکول، ڈیفنس کیمپس	فاطمہ کوثر	کانوینٹ آف جیسز اینڈ میری
انوپ حفیظ	کانوینٹ آف جیسز اینڈ میری	ماریہ سید	بیکن ہاؤس اسکول، ڈیفنس کیمپس
اسامہ مصطفیٰ	گورنمنٹ سنٹرل ماڈل اسکول، سمن آباد		

Seize the Oppo

Professional Development Opportunity in the United States 2009-2010

امریکہ میں سال 2010-2009 کے دوران پیشہ ورانہ ترقی کا موقع

Hubert H. Humphrey Fellowship Competition

ہیوبرٹ ایچ ہمفرے فیلو شپ مقابلہ

Program Summary

The United States Education Foundation in Pakistan, a bi-national commission, invites applications for the Hubert H. Humphrey Program. This non-degree program is designed for mid-career professionals and lasts between 10-12 months of graduate-level non-degree academic coursework and an opportunity to work in the U.S. in a field related to their specialization. Humphrey fellows are expected to share their Pakistani experiences with colleagues and friends in the United States and vice versa once they return home.

Application for Administration of Science and Technology Education are given priority.

Grant Benefits

The grant funds tuition, airfare, a living stipend and health insurance. USEFP will assist Humphrey fellows with the visa process.

Eligibility

Successful applicants must be committed to serving Pakistan. They must be Pakistani citizens with a minimum of five years of progressively responsible professional/work experience, coupled with a Master's degree and a guarantee of re-employment upon return to Pakistan. Applicants must possess a high level of fluency in spoken and written English, with an IBT TOEFL score of 90 or higher. TOEFL must be taken prior to application submission.
Successful candidates should be poised to assume leadership positions in their field.

پروگرام کا خلاصہ

پاکستان میں امریکہ کی تعلیمی فاؤنڈیشن نے، جو دوملکی کمیشن ہے، ہیوبرٹ ایچ ہمفرے پروگرام کیلئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ یہ پروگرام، جس کی تکمیل پر کوئی ڈگری نہیں دی جائے گی، مختلف پیشوں سے وابستہ افراد کیلئے تیار کیا گیا۔ گریجویٹ کی سطح کے اس تعلیمی کورس کا دورانیہ 10 سے 12 ماہ ہوگا اور کامیاب امیدواروں کو امریکہ میں اپنی مہارت کے متعلقہ شعبے میں کام کرنے کا موقع ملے گا۔ ہمفرے کے فیلوز سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ امریکہ میں اپنے ساتھیوں اور دوستوں سے اپنے پاکستانی تجربات کا تبادلہ کریں گے اور اسی طرح وطن واپسی پر وہ اپنے یہاں کے ساتھیوں کو امریکہ میں حاصل ہونے والے تجربات سے آگاہ کریں گے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے تعلیمی انتظام کے لئے درخواستوں کو ترجیح دی جائے گی۔

گرانٹ کے فوائد

اس گرانٹ کے تحت ہمفرے فیلوز کو ہوائی جہاز کا کرایہ، کھانے پینے اور رہائش کیلئے وظیفہ اور صحت کے بیمے کی سہولت فراہم کی جائے گی اور ویزے کے حصول میں مدد دی جائے گی۔

اہلیت

کامیاب درخواست گزار، پاکستان میں خدمات انجام دینے کیلئے پرعزم ہونے چاہئیں۔ وہ پاکستانی شہری ہوں اور انہیں ایک ذمہ دارانہ عہدے پر ماہر پیشہ ور کی حیثیت سے کام کا کم از کم پانچ سالہ تجربہ حاصل ہونا چاہیئے۔ وہ ماسٹر ڈگری رکھتے ہوں اور پاکستان واپسی پر انہیں دوبارہ ملازمت کی ضمانت

rtunity موقع سے فائدہ اٹھائیے

"پاکستانی عوام کیلئے سکالرشپ، تبادلے اور گرانٹ کے ایک موقع کے بارے میں معلومات"

Who is ineligible?

University teachers or researchers with no management experience or similar responsibilities, those who attended graduate school in the U.S. in the last seven years or who have had long-term U.S. experience within the last five years. Also ineligible are persons with a dual U.S./Pakistan nationality or who have a spouse, fiancé, parent or child over the age of 18 who is a U.S. citizen or permanent resident. Employees of the Fulbright organization or the U.S. Department of State are also ineligible.

Applications are invited in the following fields:

- Agricultural Development/Agricultural Economics
- Communications/Journalism
- Substance Abuse Education /Treatment and Prevention
- Economic Development
- Educational Administration, Planning Policy
- Finance and Banking
- HIV / AIDS Policy and Prevention
- Human Resource Management
- Law and Human Rights
- Natural Resources, Environmental Policy and Climate Change
- Public Health Policy and Management
- Public Policy Analysis and Public Administration
- Technology Policy and Management
- Prevention of Trafficking Persons and Policy
- Urban and Regional Planning
- Teaching of English as a Foreign Language (Teacher Training or Curriculum Development)

All application materials (original and one copy), including references, must be received by USEFP by 4:30 p.m. on June 15, 2009.

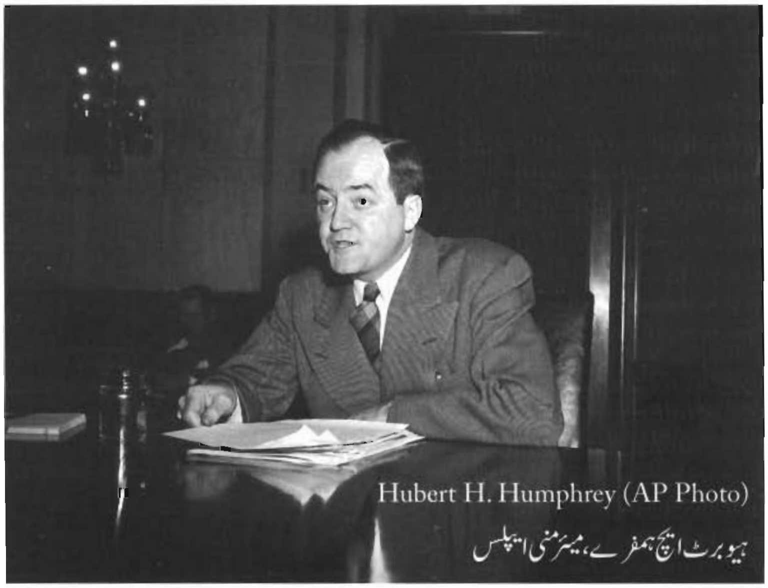
Hubert H. Humphrey (AP Photo)
ہیوبرٹ ایچ ہمفرے، میسرمنی اپلس

حاصل ہونی چاہیئے ۔ درخواست گزاروں کو تحریر اور بول چال کی انگریزی میں خاصی مہارت حاصل ہونی چاہیئے اور انہوں نے IBT TOEFL کے سکور 90 یا اس سے زیادہ حاصل کر رکھے ہوں ۔ TOFEL کا ٹیسٹ درخواست جمع کرانے سے پہلے دینا ہوگا ۔ کامیاب امیدوار اپنے شعبے میں قائدانہ عہدہ سنبھالنے کے لئے تیار ہونے چاہیئیں ۔

کون اہل نہیں؟

یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور محققین، جنھیں انتظامی امور یا اسی طرح کی ذمہ داریوں کا تجربہ حاصل نہیں ۔ ایسے افراد جنھوں نے گذشتہ سات سال کے دوران امریکہ کے کسی گریجویٹ سکول میں تعلیم حاصل کی ہو یا جنھیں پچھلے پانچ سال کی دوران امریکہ میں طویل عرصے تک قیام کا تجربہ حاصل ہو۔ اِس کے علاوہ امریکہ اور پاکستان کی دوہری شہریت رکھنے والے افراد یا جن کا/ کی شریک حیات، منگیتر، والدین یا اٹھارہ سال سے زائد عمر کا کوئی بچہ / بچی امریکی شہریت یا مستقل سکونت کا حامل ہو، وہ بھی درخواست نہیں دے سکتے ۔ فل برائیٹ کی تنظیم یا امریکی محکمہ خارجہ کے ملازمین بھی درخواست دینے کے اہل نہیں ہوں گے ۔

درخواستیں مندرجہ ذیل شعبوں میں مطلوب ہیں:

زرعی ترقی /زرعی معیشت

مواصلات/صحافت

منشیات کے غلط استعمال کے بارے میں تعلیم/علاج اور اس کی روک تھام

اقتصادی ترقی

تعلیمی انتظام، پالیسی سازی

مالی امور اور بنکاری

ایچ آئی وی/ایڈز، پالیسی اور روک تھام

انسانی وسائل کا انتظام

قانون اور انسانی حقوق

قدرتی وسائل، ماحولیاتی پالیسی اور موسمیاتی تبدیلی

صحت عامہ، پالیسی اور انتظام

سرکاری پالیسی کا تجزیہ اور سرکاری انتظام

ٹیکنالوجی کے بارے میں پالیسی اور انتظام

انسانی سمگلنگ کی روک تھام اور پالیسی

شہری اور علاقائی منصوبہ بندی

غیرملکی زبان کے طور پر انگریزی کی تعلیم (اساتذہ کی تربیت یا نصاب کی تیاری)

تمام درخواستیں (اصل اور ایک نقل) حوالہ جات کے ساتھ پاکستان میں امریکی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو 22 جون 2009 کی سہ پہر ساڑھے چار بجے تک موصول ہو جانی چاہیئں ۔

Seize the Oppo

2009 J. William FULBRIGHT Scholar Program

۲۰۰۹ جے ولیم فلبرائٹ اسکالر پروگرام

Program Summary

The United States Education Foundation in Pakistan invites applications for the Fulbright Scholar Program. The program seeks to improve mutual understanding between the people of the United States and the people of Pakistan through academic and cultural exchange. This program funds up to 10 months of lectureship, post-doctorial research, or a combination of the two at a
U.S. college or university. Persons selected are expected to share information about Pakistani literature and culture with their students, colleagues and community groups in the U.S. On returning to Pakistan, Fulbright scholars are expected to make a significant contribution to Pakistan's development and to share their U.S. experiences with students, colleagues
and community groups in Pakistan.

Grant Benefits

The grant funds airfare, an incidental research allowance, a living stipend and health insurance. The program also funds one accompanying dependent. USEFP will assist with the visa application process.

Eligibility

Scholars, professionals and artists from all disciplines are welcome to apply, with the exception of clinical medicine. Every applicant must either hold a

پروگرام کا خلاصہ

پاکستان میں امریکی ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے فل برائیٹ سکالر پروگرام کیلئے درخواستیں طلب کی ہیں اِس پروگرام کا مقصد تعلیمی اور ثقافتی تبادلے کیلئے امریکہ اور پاکستان کے علاوہ ان کے عوام کے درمیان باہمی مفاہمت کو بہتر بنانا ہے۔ پروگرام کے تحت امریکہ کے کسی کالج یا یونیورسٹی میں دس ماہ کی مدت کیلئے لیکچر شپ ،ڈاکٹریٹ کے بعد تحقیق یا دونوں کاموں کیلئے فنڈز فراہم کئے جائیں گے۔منتخب کئے جانے والے افراد سے یہ توقع کی جائے گی کہ وہ امریکہ میں طلباء، اپنے ساتھیوں اور معاشرتی گروپوں کے ساتھ پاکستانی ادب اور ثقافت کے بارے میں معلومات کا تبادلہ کریں گے ۔امریکہ سے پاکستان واپسی پر فل برائیٹ سکالرز سے یہ بھی توقع کی جائے گی کہ وہ پاکستان کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کریں گے اور پاکستان میں طلباء، ساتھیوں اور معاشرتی گروپوں کو امریکہ میں حاصل ہونے والے اپنے تجربات سے آگاہ کریں گے۔

گرانٹ کے فوائد

اس گرانٹ کے تحت منتخب امیدواروں کو ہوائی جہاز کا کرایہ، تحقیقی الاؤنس، کھانے پینے اور رہائش کیلئے وظیفہ اور صحت کے بیمے کی سہولت فراہم کی جائے گی ۔ اس پروگرام کے تحت منتخب درخواست دہندہ کے ساتھ جانے

Ph.D. or the terminal degree in his/her field, or be a distinguished leader in his/her field. Successful applicants must be committed to serving Pakistan in the Public, NGO, or Private sector. Candidates must have work experience in teaching, research, or the public sector in Pakistan. Successful candidates will have an excellent command over written and spoken English. They will have a clear and well-formulated proposal about what they would like to accomplish in the U.S. and how it relates to their work in Pakistan. The proposal is the single most important portion of the application. People applying for lectureship must have a demonstrated ability to teach in a university setting.

Persons who have completed their Ph.D. within the last two years or who have been to the U.S. for research or other longer-term educational opportunities within the last five years are ineligible. Also ineligible are persons with a dual U.S./Pakistan nationality or who have a spouse, fiancé, parent or child over 18 years of age who is a U.S. citizen or permanent resident. Employees of the Fulbright organization or the U.S. Department of State are ineligible.

All application materials (original and one copy), including references, must be received by USEFP by 4:30 p.m. on June 22, 2009.

U.S. Sen. J. William Fulbright (AP Photo)

امریکی سینیٹر جے ولیم فل برائیٹ

والے کسی بھی زیر کفالت شخص کے اخراجات بھی برداشت کئے جائیں گے اور ایجوکیشن فاؤنڈیشن ویزا کے حصول میں مدد دے گی۔

اہلیت

تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے سکالرز، پیشہ ور افراد اور فنکار اس سلسلے میں درخواست دے سکتے ہیں طبّی عملے سے تعلق رکھنے والے افراد اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ ہر درخواست دہندہ کیلئے لازمی ہوگا کہ وہ اپنے شعبے میں پی ایچ ڈی یا اس کے مساوی ڈگری رکھتا ہو اور اپنے ہی شعبے میں اُسے ممتاز حیثیت حاصل ہو۔ کامیاب درخواست دہندہ، پاکستان کے عوام، غیر سرکاری تنظیموں یا نجی شعبے میں خدمات انجام دینے کیلئے پرعزم ہوں اور انہیں تحریر اور بول چال کی انگریزی پر عبور حاصل ہونا چاہیئے۔ یہ افراد امریکہ میں جو کام انجام دینا چاہیں گے اُس کے بارے میں ان کے ذہن میں منظّم اور واضح تصور ہونا چاہیئے اور انہیں یہ معلوم ہو کہ پاکستان میں ان کے کام سے اُس کا کیا تعلق ہے۔ یہ درخواست کیلئے اہم ترین شرط ہوگی۔ لیکچرشپ کیلئے درخواست دینے والے افراد میں یونیورسٹی کی سطح پر پڑھانے صلاحیت ہونی چاہیئے۔

ایسے افراد جو گزشتہ دو سال میں اپنی پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل کر چکے ہیں یا جو تحقیقی مقاصد کیلئے امریکہ میں ہیں یا جو پچھلے پانچ سال کے دوران امریکہ میں طویل عرصے کے تعلیمی مواقع سے استفادہ کر چکے ہیں وہ درخواست دینے کے اہل نہیں ہوں گے۔ اِس کے علاوہ امریکہ اور پاکستان کی دوہری شہریت رکھنے والے افراد یا جن کا/ کی شریک حیات، منگیتر، والدین یا اٹھارہ سال سے زائد عمر کا کوئی بچہ/ بچی امریکی شہریت یا مستقل سکونت کا حامل ہو، وہ بھی درخواست نہیں دے سکتے۔

فل برائیٹ کی تنظیم یا امریکی محکمہ خارجہ کے ملازمین بھی درخواست دینے کے اہل نہیں ہوں گے۔

تمام درخواستیں (اصل اور ایک نقل) حوالہ جات کے ساتھ پاکستان میں امریکی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو 22 جون 2009 کی سہ پہر ساڑھے چار بجے تک موصول ہو جانی چاہیئں۔

Visit the 50 States

پچاس ریاستوں کی سیر

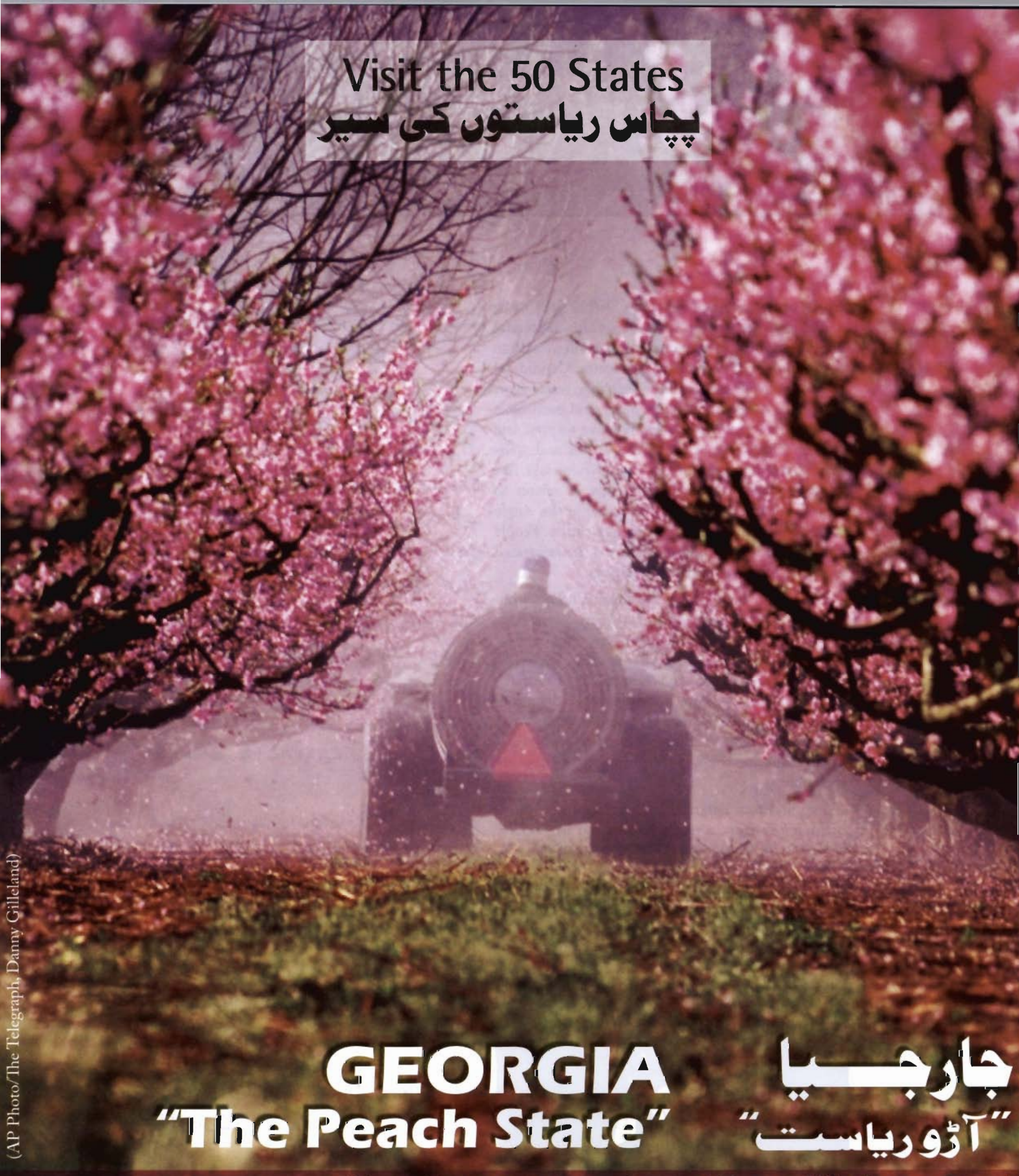

(AP Photo/The Telegraph, Danny Gilleland)

GEORGIA

جارجیا

"The Peach State"

"آڑو ریاست"

"Your guide to attractions, culture and history within the 50 states of the United States in chronological order of admission to the Union"

امریکہ کی پچاس ریاستوں کے پُرکشش قدرتی، ثقافتی اور تاریخی مقامات کی سیر کے لئے رہنمائی
ترتیب وار بلحاظ تاریخ الحاق ریاست ہائے متحدہ امریکہ

A tractor applies a protective spray on peach trees in Georgia's Peach County (Highway 96)

جارجیا ہائی وے کے کنارے واقع لین پیکنگ باغ میں

Admission to Union:	January 2, 1788 (4th State)	وفاق میں شمولیت: 2 جنوری1788 (چوتھی ریاست)
Capital:	Atlanta	دارالحکومت: اٹلانٹا
Population:	Approximately 9,685,744 (2008 est.)	آبادی: تقریباً 9,685,744 (2008کے اعداد وشمار کے مطابق)

State Flag

ریاست کا پرچم

State Seal

ریاست کی مہر

State Bird:
The Brown Thrasher

ریاست کا پرندہ:
براؤن تھریشر (امریکی مینا)

State Flower:
The Cherokee rose

ریاست کا پھول:
چروکی گلاب

Background

The Georgia Colony was founded by James Oglethorpe on behalf of a private group of English trustees and was named for King George II of England. Georgia's barrier islands not only sheltered the fledgling colony, they provided a bulwark on the Spanish Main for English forts to oppose Spanish Florida and helped end the centuries-old struggle for domination among Spanish, French, and English along the South Atlantic Coast.

Georgia, beloved for its antebellum gentility and then devastated by General William Tecumseh Sherman's march to the sea, is now a vibrant, busy state typifying the economic growth of the New South. Founded with philanthropic and military aims, the only colony where rum and slavery were forbidden, the state nevertheless had the dubious honor of accepting the last shipment of slaves to this country. It boasts Savannah, one of the oldest planned cities in the US, and Atlanta, one of the newest of the South's great cities, rebuilt atop Civil War ashes.

(AP Photo)

Atlanta
اٹلانٹا

پس منظر

جارجیا کی نوآبادی جیمس اوگل تھارپ نے انگریز ٹرسٹیوں کے ایک پرائیویٹ گروپ کی طرف سے قائم کی تھی اوراس کا نام انگلینڈ کے بادشاہ جارج دوم کے نام پر رکھا گیا تھا۔ جارجیا کے جزائر نے نہ صرف نئی کالونی کو تحفظ فراہم کیا بلکہ ہسپانوی ''مین'' پر موجود انگریزوں کے قلعوں کے لئے فصیل کا کام بھی دیا، جن کی مدد سے ہسپانوی فلوریڈا کا مقابلہ کیا گیا اور یوں صدیوں پرانی کشمکش کے خاتمے میں مدد ملی، جو جنوبی بحرالکاہل کے ساحلوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے ہسپانوی، فرانسیسی اور انگریز لوگوں کے درمیان جاری تھی۔

جارجیا، جس سے اس کی خانہ جنگی والی اشرافیہ کی وجہ سے پیار کیا جاتا تھا اور جسے جنرل ولیم ٹیکومیش شرمن کی سمندر کی طرف پیشقدمی نے تباہ کر دیا تھا، اب ایک جیتی جاگتی متحرک اور مصروف ریاست ہے، جو نیو ساؤتھ کی اقتصادی ترقی کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ ریاست خیراتی اور فوجی مقاصد سے قائم کی گئی تھی۔ یہ واحد ریاست تھی، جہاں رَم (گنے کی شراب) اور غلامی کی ممانعت تھی، لیکن اسے یہ متنازعہ انفرادیت بھی حاصل ہے کہ یہاں بیرون ملک سے لائے جانے والے غلاموں کی آخری کھیپ اتاری گئی تھی۔ یہ ریاست اپنے شہر ''سوانا'' پر فخر کرتی ہے، جو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت تعمیر ہونے والا امریکہ کا ایک قدیم ترین شہر ہے۔ اسی طرح یہ ریاست اٹلانٹا شہر پر بھی فخر کرتی ہے، جو جنوب کے جدید ترین عظیم شہروں میں شمار ہوتا ہے اور جو خانہ جنگی کی تباہ کاریوں کے بعد دوبارہ تعمیر کیا گیا تھا۔

جارجیا کے جنوب میں فلوریڈا، مشرق میں بحراوقیانوس اور ساؤتھ کیرولائنا، مغرب میں الاباما، انتہائے جنوب مغرب میں فلوریڈا اور شمال میں ٹینیسی اور نارتھ کیرولائنا ہے۔ ریاست کا شمالی حصہ بلیورِج پہاڑی سلسلے میں واقع ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ کوہ اپالاچی کے وسیع سلسلے کا حصہ ہے۔ (فی مربع میل) رقبے کے لحاظ سے ریاست 24 ویں نمبر پر اور آبادی کے لحاظ سے 9 ویں نمبر پر آتی ہے۔ 2000ء میں ریاست کی آبادی 2,88,725 تھی۔ اس میں 60.5 فیصد کی رفتار سے اضافہ ہوا ہے اور اب یہ ملک کی انتہائی تیزی سے پھیلتی ہوئی ریاستوں میں شمار ہوتی ہے۔

Georgia

Georgia is bordered on the south by Florida; on the east by the Atlantic Ocean and South Carolina; on the west by Alabama and by Florida in the extreme southwest; and on the north by Tennessee and North Carolina. The northern part of the state is in the Blue Ridge Mountains, a mountain range in the vast mountain system of the Appalachians. The State ranks 24th in state size (per square mile). Its population has grown 60.5% (2,885,725since 2000, making it one of the fastest-growing states in the country and 9th most populous state in the United States.

Attractions

Georgia boasts many wonders, from its Blue Ridge vacation lands in the north—where Brasstown Bald Mountain rises 4,784 feet—to the deep "trembling earth" of the ancient and mysterious Okefenokee Swamp bordering Florida. Stone Mountain, a giant hunk of rock that rises from the plain near Atlanta, is the world's largest granite exposure. The coastal Golden Isles, set off by the mysterious Marshes of Glynn, support moss-festooned oaks that grow down to the white sand beaches. Visitors still pan for gold in the country's oldest gold mining town, Dahlonega, and find semiprecious stones in the Blue Ridge.

Savannah
سوانا

Historical attractions are everywhere, from the world's largest brick fort near Savannah to the late President Franklin D. Roosevelt's "Little White House" at Warm Springs. There is the infamous Confederate prison at Andersonville and the still-lavish splendor of the cottage colony of 60 millionaires of the Jekyll Island Club, now a state-owned resort. The battlefield marking Sherman's campaign before Atlanta and the giant ceremonial mounds of indigenous Native Americans are equally important national shrines.

Atlanta

When Atlanta was just 27 years old, 90 percent of its houses and buildings were razed by Union armies after a 117-day siege. Rebuilt by railroads in the 20th century, the city gives an overall impression of modernism.

Metropolitan Atlanta's population of 2.8 million is as devoted to cultural activities (such as its famed Alliance Theatre) as it is to its many golf courses and its major sports teams. Today Peachtree Street considers itself the South's main street and is more

قابل دید مقامات

جارجیا بہت سے پُرکشش مقامات کے لئے مشہور ہے۔شمال میں بلیورِج کا علاقہ ہے، جہاں لوگ تعطیلات گزارنے جاتے ہیں اور جہاں 4,784 فٹ بلند براس ٹاؤن بالڈ نامی پہاڑ ہے۔دوسری طرف قدیم اور پُراسرار 'اوکفینوکی' کا لرزتی زمین والا دلدلی علاقہ ہے، جو فلوریڈا کی سرحد پر واقع ہے۔اسٹون ماؤنٹین اٹلانٹا کے قریب میدان میں کھڑی ایک بڑی چٹان ہے۔یہ دنیا کی گرینائیٹ کی سب سے بڑی چٹان ہے۔ساحلی گولڈن جزائر، جو گلائین کی پُراسرار دلدلوں کے پیدا کردہ ہیں، کائی میں لپٹے شاہ بلوط کے درختوں کی نشوونما میں مدد دیتے ہیں، جو سفید ریتلے ساحلوں پر اگتے ہیں۔سیاح اب بھی سونے کی تلاش کے سب سے قدیم قصبےDahlonega میں سونا اور بلیو رِج میں قیمتی پتھر تلاش کرتے ہیں۔

ریاست میں بے شمار تاریخی مقامات ہیں۔ان میں سوانا کے قریب اینٹوں کا بنا ہوا دنیا کا سب سے بڑا قلعہ بھی ہے اور وارم اسپرنگ میں سابق صدر فرینکلن روزویلٹ کا ''لٹل وائیٹ ہاؤس'' بھی ہے۔اسی طرح اینڈرسن ویل کی بدنام زمانہ کنفیڈریٹ جیل بھی ہے اور جیکل آئی لینڈ کلب کے 60 ''کروڑ پتیوں'' کی شاندار جھونپڑیوں کی بستی بھی ہے، جو اب ریاست کے زیر انتظام ایک تفریحی مقام ہے۔شرمن کی جنگی مہم کا میدان جنگ اور قدیم امریکیوں کے عظیم ٹیلے بھی اہم قومی یادگاریں ہیں۔

اٹلانٹا

اٹلانٹا شہر کی عمر صرف 27 سال تھی، جب یونین فوجوں نے 117 دن کے محاصرے کے بعد اس کے 90 فیصد مکانوں اور دوسری عمارتوں کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔یہ شہر 20ویں صدی میں ریل روڈز کی بدولت دوبارہ تعمیر ہوا اور اب یہ جدیدیت کا نقشہ پیش کرتا ہے۔

اٹلانٹا شہر کی 2.8 ملین کی آبادی ثقافتی سرگرمیوں کی دلدادہ ہے (یہاں کا الائنس تھیئٹر خوب شہرت رکھتا ہے)۔اس کے علاوہ یہاں کے گالف کے بہت سے میدان اور کھیلوں کی بڑی بڑی ٹیمیں بھی شہرت رکھتی ہیں۔اب پیچ ٹری اسٹریٹ اپنے آپ کو جنوب کی مین اسٹریٹ سمجھتی ہے اور یہ اسکارلیٹ اوہارا کی محبوب گلی سے زیادہ ففتھ ایونیو کی حیثیت سے مشہور ہے۔سر بفلک عمارتیں، عجائب گھر، سامان تعیش کی دکانیں اور ہوٹل اس شارع عام پر موجود ہیں، جہاں سب سے پہلے کوکا کولا متعارف ہوا۔ یہاں اب شفتالو کے شگوفے کم رہ گئے ہیں۔کوکا کولا کمپنی نے 1884 میں اٹلانٹا کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا تھا۔کمپنی نے یہاں شاندار کوکا کولا میوزیم بھی قائم کر رکھا ہے، جو کمپنی کی تاریخ اجاگر کرتا ہے۔

اٹلانٹا میں 29 کالج اور یونیورسٹیاں ہیں۔ جارجیا انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی ،امریکہ کے اعلیٰ ترین ٹیکنیکل اداروں میں شمار ہوتا ہے۔دوسرے تعلیمی اداروں میں جارجیا اسٹیٹ، ایموری اور اوگل تھارپ یونیورسٹی شامل ہے۔اٹلانٹا یونیورسٹی سنٹر چھ اعلیٰ تعلیمی اداروں کا مجموعہ ہے، جن میں مور ہاؤس، اسپیلمین اور موریس براؤن کالج، کلارک اٹلانٹا یونیورسٹی اور انٹرڈی نامینیشنل تھیولوجیکل سنٹر شامل ہے۔

Fifth Avenue than Scarlett O'Hara's beloved lane. Skyscrapers, museums, luxury shops, and hotels rub shoulders along this concourse where Coca-Cola was first served; there are few peach blossoms left. The Coca-Cola Company made Atlanta its headquarters in 1884 and an impressive "World of Coca-Cola" museum that highlights the history of the company.

There are 29 colleges and universities in Atlanta. Georgia Institute of Technology, is one of the nation's top technological institutes. Other schools include Georgia State, Emory, and Oglethorpe universities. Atlanta University Center is an affiliation of six institutions of higher learning: Morehouse, Spelman and Morris Brown Colleges, Clark Atlanta University, and the Interdenominational Theological Center.

Savannah

Savannah has a wealth of history and architecture that few American cities can match. Even fewer have managed to preserve the same air of colonial grace and charm. The city's many rich, green parks are blooming legacies of the brilliance of its founder, General James E. Oglethorpe, who landed at Yamacraw Bluff with 120 settlers on February 12, 1733. His plan for the colony was to make the "inner city" spacious, beautiful, and all that a city should be. Bull Street, named for Colonel William Bull, one of Oglethorpe's aides, stretches south from the high bluffs overlooking the Savannah River and is punctuated by five handsome squares and Forsyth Park.

Today more than 1,400 historically and architecturally significant buildings have been restored in Savannah's historic district, making it one of the largest urban historic landmark districts in the country. Another area, the Victorian district south of the historic district, offers some of the best examples of post-Civil War Victorian architecture in the country. The city that launched the Girl Scouts of America also plays host to modern Girl Scouts who visit the shrine of founder Juliette Gordon Low.

Augusta

Augusta was the second town marked off for settlement by General James E. Oglethorpe. Today it is as famed for golf as for its red Georgia clay bricks. The city has been a military outpost and upriver trading town, the leading 18th-century tobacco center, a river shipping point for cotton, the powder works

The Civil War played havoc with many of the wealthy families who had contributed to the Confederate cause. To help revive their depleted

سوانا

سوانا شہر تاریخ اور فن تعمیر کا عظیم سرمایہ رکھتا ہے اور اس لحاظ سے امریکہ کے بہت کم شہر اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اسے امریکہ کے دوسرے شہروں کے مقابلے میں یہ انفرادیت بھی حاصل ہے کہ اس شہر نے نو آبادیاتی شان وشوکت کو ابھی تک قائم رکھا ہوا ہے۔ شہر کے بے شمار سرسبز پارک اپنے بانی جنرل جیمس ای اوگل تھارپ کے اعلیٰ ذوق کی عکاسی کرتے ہیں، جو 12 فروری 1733 کو 120 آبادکاروں کے ساتھ یاما کرا بلف پہنچا تھا۔ اس نو آبادی کے بارے میں اس کا منصوبہ یہ تھا کہ ''اندرون شہر'' کو کشادہ اور خوبصورت رکھا جائے اور اس میں وہ سب کچھ ہونا چاہیے، جو ایک شہر میں ہوتا ہے۔ اوگل تھارپ کے مشیر کرنل ولیم بُل کے نام سے منسوب ''بُل اسٹریٹ'' جنوب میں سطح مرتفع سے شروع ہوتی ہے اور دریائے سوانا کے پاس سے گزرتی ہے۔ اس میں پانچ خوبصورت چوک اور فورسائتھ پارک موجود ہے۔

سوانا کے تاریخی علاقے میں تاریخ اور فن تعمیر کے لحاظ سے اہمیت رکھنے والی 1400 سے زیادہ عمارتوں کو بحال کیا جا چکا ہے اور اس طرح یہ علاقہ ملک کے تاریخی شہری علاقوں میں نمایاں مقام حاصل کر چکا ہے۔ شہر کا ایک اور علاقہ وکٹوریہ ڈسٹرکٹ، جو تاریخی علاقے کے جنوب میں ہے، خانہ جنگی کے بعد کے وکٹورین طرز تعمیر کے بہترین نمونے پیش کرتا ہے۔ سوانا شہر، جہاں گرل اسکاؤٹس آف امریکہ کا آغاز ہوا، جدید دور کی گرل اسکاؤٹس کی میزبانی بھی کرتا ہے، جو بانی تحریک جولیٹ گورڈن لو کی یادگار پر خراج عقیدت پیش کرنے آتی ہیں۔

آگسٹا

آگسٹا دوسرا شہر ہے، جسے جنرل جیمس ای اوگل تھارپ نے نو آبادی تعمیر کرنے کے لئے منتخب کیا تھا۔ آج یہ شہر گالف اور مٹی کی سرخ اینٹوں کے لئے مشہور ہے۔ یہ شہر ایک فوجی چوکی اور ایک تجارتی قصبہ بھی رہ چکا ہے، جو 18 ویں صدی میں تمباکو کا مرکز تھا اور جہاں دریا کے راستے کپاس لائی جاتی تھی۔

خانہ جنگی نے ان بہت سے مالدار خاندانوں کو تباہ کر دیا تھا، جنھوں نے علیحدگی پسند ریاستوں کی حمایت کی تھی۔ ان تباہ حال لوگوں کی بحالی کے لئے سمرویل کے بعض رہائشیوں نے انھیں بطور کرایہ دار مہمان اپنے ہاں ٹھہرایا۔ آگسٹا کے خوشگوار موسم سرما کی وجہ سے شمالی علاقوں کے سیاحوں نے بڑی تعداد میں یہاں آنا شروع کیا اور 20 ویں صدی کے آغاز تک آگسٹا موسم سرما کا مشہور تفریحی مقام بن چکا تھا۔ شمال کے بہت سے امیر لوگوں نے 1920 کے عشرے میں یہاں موسم سرما گزارنے کے لئے رہائش گاہیں بھی تعمیر کر لیں۔ گالف کے میدانوں اور دیہی کلبوں نے علاقے کو اور پُرکشش بنا دیا۔ ماسٹرز ٹورنامنٹ میں حصہ لینے والے دنیا بھر کے گالف کے نامی گرامی کھلاڑی یہاں آتے ہیں۔

آگسٹا کو بہت سی باتوں میں اولیت حاصل ہے، مثلاً 1828 میں قائم ہونے والی ریاست کی پہلی میڈیکل اکیڈمی، جنوب کا پہلا اور قدیم ترین اخبار آگسٹا کرانیکل (1785)، جو مسلسل شائع ہو رہا ہے، (1790 میں) جنوبی سمندر میں چلائی جانے والی پہلی اسٹیم بوٹ (جسے ولیم لانگ اسٹریٹ نے ایجاد کیا)، اور ایلی وائٹنی کی روئی کاتنے والی اولین مشین کی تجربہ گاہ۔

Augusta
آگسٹا

bank accounts, some Summerville residents opened their houses to paying guests. Attracted by Augusta's mild winter climate, northern visitors began an annual migration in increasing numbers, and by the turn of the 20th century, Augusta had become a popular winter resort. Many wealthy northerners built winter residences here in the 1920s. Golf courses and country clubs added to the lure. The Masters Tournament attracts the interest of golfers worldwide.

Augusta's many firsts include the state's first medical academy (chartered 1828); the first and oldest newspaper in the South to be published continuously, the Augusta Chronicle (1785); the first steamboat to be launched in southern waters (1790), invented and built by William Longstreet; and the experimental site for one of Eli Whitney's early cotton gins.

Augusta lies at the head of navigation on the Savannah River. Its importance as a cotton market, and a producer of cotton textiles, kaolin tiles, and brick has been enhanced by diversified manufacturing, processing of cottonseed, farm products, and fertilizers. Fort Gordon, an army base southwest of the city, also contributes to the area's economy. With the Medical College of Georgia, Augusta is a leading medical center in the Southeast.

(AP Photo)

Jekyll Island
جزیرہ جیکل

Jekyll Island

Connected to the mainland by a land bridge Jekyll Island, the smallest of Georgia's coastal islands with 5,600 acres of highlands and 10,000 acres of marshland, was favored by Native Americans for hunting and fishing. Spanish missionaries arrived in the late 16th and early 17th centuries and established a mission. In 1734, during an expedition southward, General James Oglethorpe passed by the island and named it for his friend and financial supporter, Sir Joseph Jekyll. Later, William Horton, one of Oglethorpe's officers, established a plantation on the island.

Horton's land grant passed to several owners before the island was sold to Christophe du Bignon, a Frenchman who was escaping the French Revolution. It remained in the du Bignon family as a plantation for almost a century. In 1858, the slave ship Wanderer arrived at the island and unloaded the last major cargo of slaves ever to land in the US. In 1886, John Eugene du Bignon sold the island to a group of wealthy businessmen from the northeast, who formed the Jekyll Island Club.

Club members who wintered at Jekyll in exclusive privacy from early January to early April included J. P. Morgan, William Rockefeller, Edwin Gould, Joseph Pulitzer, and R. T. Crane, Jr. Some built fabulous "cottages," many of which are still standing. But by World War II, the club had been abandoned for economic and social reasons, and in 1947, the island was sold to the state. The Jekyll Island Authority was created to conserve beaches and manage the island while maintaining it as a year-round resort.

آگسٹا شہر دریائے سوانا کی جہازوں کی گزرگاہ کے دہانے پر واقع ہے۔ کپاس کی منڈی، سوتی کپڑے کے کارخانوں، چینی مٹی کی ٹائلوں اور اینٹوں کے ساتھ ساتھ دوسری صنعتوں کی وجہ سے اس کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ ان صنعتوں میں روئی کے بیجوں کی پروسیسنگ، زرعی مصنوعات اور کھاد کی صنعتیں شامل ہیں۔ شہر کے جنوب مغرب میں واقع فوجی اڈا ''فورٹ گارڈن'' بھی علاقے کی معیشت میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ میڈیکل کالج آف جارجیا کی وجہ سے آگسٹا شہر جنوب مشرق کا میڈیکل تعلیم کا ایک بڑا مرکز بھی بن گیا ہے۔

جزیرہ جیکل

یہ جزیرہ ایک زمینی پٹی کے ذریعے باقی علاقے سے ملا ہوا ہے۔ یہ جارجیا کے ساحلی جزیروں میں سب سے چھوٹا ہے، جہاں 5,600 ایکڑ خشک زمین اور 10,000 ایکڑ دلدلی زمین ہے۔ قدیم امریکی باشندے جانوروں اور مچھلی کے شکار کے لئے یہاں آتے تھے۔ 16 ویں کے اواخر اور 17 ویں صدی کے اوائل میں ہسپانوی مشنری یہاں پہنچے اور اپنا مشن قائم کیا۔ 1734 میں جنرل جیمس اوگل تھارپ جنوب کی طرف ایک جنگی مہم کے دوران اس جزیرے کے قریب سے گزرے اور اس کا نام اپنے دوست اور مالی معاون سر جوزف جیکل کے نام پر رکھا۔ بعد میں ولیم ہارٹن نے، جو جنرل اوگل تھارپ کا ایک افسر تھا، یہاں پر ایک بستی قائم کی۔

ہارٹن کی زمین کی ملکیت یکے بعد دیگرے کئی مالکان کے پاس گئی، جس کے بعد یہ جزیرہ ایک فرانسیسی کرسٹوف ڈوبگنن کو فروخت کر دیا گیا، جو انقلاب فرانس کی وجہ سے بھاگ کر یہاں آ گیا تھا۔ تقریباً ایک صدی تک یہ جزیرہ ایک بستی کے طور پر ڈوبگنن خاندان کے پاس رہا۔ 1858 میں غلاموں کی ایک کھیپ یہاں اتاری گئی، جو امریکہ لائے جانے والے غلاموں کی آخری بڑی کھیپ تھی۔ 1886 میں جان یوجین ڈوبگنن نے یہ جزیرہ شمال مشرق کے مالدار تاجروں کے ایک گروپ کو بیچ دیا، جنھوں نے یہاں جیکل آئی لینڈ کلب قائم کیا۔

اس کلب میں جنوری کے اوائل سے اپریل کے اوائل تک قیام کرنے والے ممبران میں کئی نامور شخصیات شامل ہیں، مثلاً جے پی مورگن، ولیم راکفیلر، ایڈوِن گاوَلڈ، جوزف پُلٹزر اور آر ٹی کرین جونیئر وغیرہ۔ بعض لوگوں نے یہاں جھونپڑیاں بھی قائم کیں، جن میں سے کچھ ابھی تک موجود ہیں۔ دوسری عالمی جنگ کے زمانے میں مالی اور سماجی وجوہات کی بنا پر کلب بند کر دیا گیا اور 1947 میں یہ جزیرہ ریاست کو فروخت کر دیا گیا۔ اس کا انتظام چلانے کے لئے ایک ادارہ قائم کیا گیا، جو اس کے ساحلوں کی دیکھ بھال کرتا ہے اور اسے پورا سال تفریحی مقام کے طور پر کھلا رکھتا ہے۔

Book of the Month

منتخب کتاب

"Highlighting books found in the IRC's and Lincoln Corners around Pakistan"

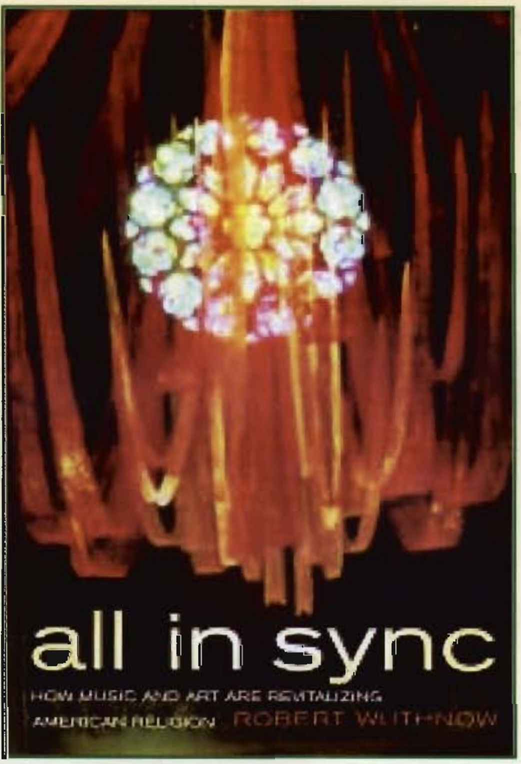

Book title: All in Sync: How Music and Art Are Revitalizing American Religion

Author: Robert Wuthnow

Publishing: University of California Press (2003), Edition: 1, Hardcover, 300 pages.

Description: American religion should have suffered a significant decline in the last third of the 20th century, according to prolific Princeton sociologist Robert Wuthnow. Recent social changes - a rising divorce rate, the loss of "social capital," the increasing secularization of culture etc. - would suggest a dip in religious vitality. Yet the last few decades have seen no appreciable decline in organized religion. Wuthnow finds at least part of the answer to this puzzle in the close relationship between religion and the arts. Many religious communities have been revitalized by increased artistic engagement. Art speaks to the experience of the transcendent, and it offers avenues for personal reflection on the deep questions of life. Artistic endeavors are not, argues Wuthnow, incompatible with active church involvement and serious devotion to Christian practices. In fact, his studies show that "those with greater exposure to artistic activities are more likely than those with less exposure to be seriously committed to spiritual growth." Wuthnow's work breaks entirely new ground, making use of a recent national survey and more than 400 in-depth interviews. As always, he is clear, cogent and thorough. His writing doesn't snap off the page, but Wuthnow has the sense to give us the big picture, and then let his interviewees speak at length and sometimes beautifully about their spiritual experiences.

Location: Lincoln Corner Islamabad at the International Islamic University

Lincoln Corner Islamabad is located in the Central Library of the International Islamic University, Islamabad. Lincoln Corner Islamabad is a partnership between the Public Affairs section of the U.S. Embassy and the International Islamic University. They provide access to current and reliable information about the United States via book collections, current magazines, the Internet, multimedia resources, and local programming to the general public. The multimedia resources, book, and periodical collections are open and accessible to the public.

International Islamic University
Sector H-10, Campus Islamabad
Phone: 051-9257996
Email: lcislamabad@gmail.com

"میگزین کے اس حصے میں پاکستان بھر میں آئی آر سیز اور لنکن کارنرز میں موجود کتابوں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔"

کتاب کا عنوان: امریکی مذہب کی تجدید میں موسیقی اور فنون لطیفہ کا کردار

مصنف: رابرٹ وتھنو

ناشر: یونیورسٹی آف کولمبیا پریس (2003)، ایڈیشن ا، مضبوط جلد، 300 صفحات

تبصرہ:

پرنسٹن یونیورسٹی کے سماجی علوم کے ماہر رابرٹ وتھنو کے مطابق امریکی مذہب بیسویں صدی کے تہائی حصے میں نمایاں طور پر انحطاط پذیر ہو جاتا۔ طلاق کی شرح میں اضافے، بالائی طبقے کیلئے مراعات میں کمی اور ثقافت کو سیکیولر بنانے کے رجحان میں اضافے جیسی حالیہ سماجی تبدیلیوں کے باعث مذہبی ولولے میں کمی واقع ہوئی۔ تاہم، پچھلے چند عشروں کے دوران مذہب میں کوئی قابل ذکر انحطاط پذیری دیکھنے میں نہیں آئی۔ وتھنو کو اس معمے کا جزوی جواب، مذہب اور فنون لطیفہ کے درمیان قریبی تعلق میں ملتا ہے۔ بہت سی مذہبی برادریاں ،فنون لطیفہ کی اپنی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی وجہ سے دوبارہ فعال ہو رہی ہیں۔ فنون لطیفہ کے کاموں سے انسان کو روحانی خوشی حاصل ہونے کے علاوہ زندگی کے گہرے سوالوں کے جواب تلاش کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ وتھنو دلائل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ فنکارانہ کاوشیں، عیسائیت سے گہری وابستگی اور مذہبی رسوم ورواج کی پابندی سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ درحقیقت ان کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ فنکارانہ سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے لوگ، اان افراد کے مقابلے میں روحانی ارتقاء کی منزلیں جلد طے کر لیتے ہیں جو اس کیلئے سنجیدہ اور پرعزم تو ہوتے ہیں لیکن ایسی سرگرمیوں میں کم کم شامل ہوتے ہیں۔

وتھنو نے حالیہ قومی سروے اور 400 سے زیادہ انٹرویوز کا استعمال کرتے ہوئے نئی راہیں اور نئے دریچے وا کئے ہیں۔ ہمیشہ کی طرح انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار واضح، مفصل اور جامع انداز میں کیا ہے۔ ان کی تحریروں میں ہمیں خیالات کی مبہم نہیں بلکہ واضح ترجمانی ملتی ہے۔ وہ انٹرویو دینے والے کو کھل کر اظہار خیال کو موقع دیتے ہیں جو بعض اوقات اپنے روحانی تجربات کا اظہار بہت خوبصورت انداز میں کرتے ہیں۔

محل وقوع: لنکن ان کارنر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

سیکٹر ایچ- 10، کیمپس، اسلام آباد
فون: 051-9257996
ای۔میل: lcislamabad@gmail.com

one Success at a time

Helping the People of Pakistan one community at a time

Rural Pakistanis Expand Knowledge about Maternal and Newborn Health

Ahmed Khan discusses maternal and newborn health issues with mosque congregants at Friday prayers. (Photo: Community Mobilization Officer, PAIMAN)

احمد خان جمعہ کی نماز کے بعد نمازیوں سے ماں بچوں کی بیماریوں کے حوالے سے باتیں کر رہے ہیں۔

پاکستان کے دیہی علاقوں میں زچہ و بچہ کی صحت کے بارے میں شعور پیدا کرنیکی کوشش

کامیابی کی داستان

ایک معاشرے کی صورت میں پاکستانی عوام کی ایک ہی وقت میں مدد کرنا

Ahmed Khan is the pesh imam (prayer leader) of a mosque in a small village in Muzaffarabad District, located in remote northern Pakistan. As a prominent local leader, he was invited to attend a session sponsored by USAID's Pakistan Initiative for Mothers and Newborns (PAIMAN) to learn about critical maternal and newborn health issues. Before attending the meeting, Ahmed Khan knew little about the many health issues facing pregnant women and newborns in rural Pakistan.

The health statistics in Pakistan are among the worst in the world: an estimated 276 Pakistani women die for every 100,000 live births, and more than 65 percent of women in Pakistan deliver their babies at home with only eight percent of these home births under supervision of a trained attendant. Deaths among newborns, infants, and children have not decreased in the past 10 years. Moreover, these tragic deaths often occur behind a curtain of silence, with little knowledge by communities, especially in rural areas, about how simple steps can save lives.

The PAIMAN project conducts awareness-building meetings, like the one Ahmed Khan attended, to inform community leaders and others about health issues for pregnant women and infants; to provide information on danger signs for women in labor; and to encourage communities to develop strategies for getting women to hospitals, should higher levels of care be needed.

The discussion at the PAIMAN session sparked Ahmed Khan's interest and concern, and compelled him to use his influence position as pesh imam to make a difference in his own community. After PAIMAN's awareness-building meeting near his village, Ahmed Khan said, "The information from PAIMAN was a great help in convincing people to bring expectant mothers to the health facility for antenatal care, as well as getting tetanus shots. I hope this will help save many lives in my community."

Ahmed Khan asked a local mobilization officer with the PAIMAN program to provide him with written information in the local Sindhi language so he could explain to villagers the maternal and newborn health issues he had learned. On Fridays, when his congregants gather for prayers, Ahmed Khan emphasizes the importance of issues such as the presence of skilled birth attendants at delivery, exclusive breastfeeding, tetanus immunization, and antenatal and postnatal checkups during pregnancy and after delivery. Ahmed Khan's authority as the pesh imam helps get his message across.

In addition to engaging local community leaders – usually men – PAIMAN also works to train so-called lady health visitors (LHVs). PAIMAN plans to train 8,500 LHVs in 10 predominantly rural districts. In rural Pakistan, where tradition may preclude large gatherings of women for health sessions, these LHVs are a vital conduit of health information.

The program is expanding to also ensure that women in rural villages have access to reliable heath care services and community midwife professionals. USAID has enrolled 1,225 women from rural villages in an 18-month midwifery skills-based course. These women will return to their villages and offer life-saving skills to their communities for years to come. Following the PAIMAN model, the Government of Pakistan will train an additional 10,000 community midwives across the country to begin progress toward safer deliveries and reduced maternal and newborn deaths.

Over the last year in areas where PAIMAN is working, the hospital delivery rate has increased from 30 percent to 43 percent. Nationally, the PAIMAN project reaches 12 million people in 10 districts through a variety of approaches and media channels, including partnering with 32 nongovernmental organizations at the grassroots level.

احمد خان شمالی پاکستان میں ضلع مظفرآباد کے ایک چھوٹے سے دوردراز گاؤں کی مسجد کا پیش امام ہے۔ممتاز مقامی لیڈر کی حیثیت سے اسے یوایس ایڈ کے پاکستان میں زچہ و بچہ کی صحت سے متعلق پروگرام ''پیمان'' کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔اجلاس میں شرکت سے پہلے احمد خان کو زچہ و بچہ کی صحت کے مسائل کے بارے میں کوئی خاص علم نہیں تھا۔

پاکستان میں زچہ و بچہ کی صحت کے بارے میں اعداد وشمار نہایت تشویشناک ہیں۔ ہر سال 100,000 میں سے اندازاً 276 خواتین بچے کی پیدائش کے دوران انتقال کر جاتی ہیں۔65 فیصد سے زیادہ خواتین کے بچے گھر پر ہی پیدا ہوتے ہیں اوران میں سے صرف 8 فیصد کے لئے تربیت یافتہ دائی دستیاب ہوتی ہے۔نومولود، شیر خوار اور کم عمر بچوں کی شرح اموات میں گزشتہ 10 سال کے دوران کوئی کمی نہیں آئی۔ یہ المناک اموات اکثر خاموشی کے پردے کے پیچھے ہوتی ہیں، جہاں لوگوں کو خصوصاً دیہی علاقے کے لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ کتنی معمولی کوشش سے ان اموات سے بچا جاسکتا ہے۔

پیمان منصوبہ شعور و آگہی پیدا کرنے کے اسی طرح کے اجلاس منعقد کرتا ہے، جس طرح کے اجلاس میں احمد خان نے بھی شرکت کی۔ان اجتماعات سے علاقے کے معززین اور دوسرے لوگوں کو حاملہ خواتین اور نومولود بچوں کے مسائل کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔

پیمان کے اجلاس میں جو بحث وتمحیص کی گئی، اس سے احمد خان میں بھی دلچسپی پیدا ہوئی اور اسے ترغیب ملی کہ پیش امام کی حیثیت سے وہ اپنے گاؤں کے لوگوں میں شعور پیدا کرے۔اپنے گاؤں کے قریب پیمان کے اجلاس میں شرکت کرنے کے بعد احمد خان نے کہا کہ اس اجلاس سے جو معلومات ملیں، ان سے لوگوں کو اس بات پر قائل کرنے میں مدد ملے گی کہ وہ حاملہ خواتین کو طبی معائنے کے لئے ہسپتال لے جائیں اور انھیں تشنج سے بچاؤ کی دوائی استعمال کرائیں۔

احمد خان نے پیمان پروگرام کے ایک مقامی عہدیدار سے کہا کہ وہ مقامی زبان میں اسے تحریری معلومات فراہم کرے تاکہ اس نے زچہ و بچہ کی صحت کے مسائل کے بارے میں جو کچھ سیکھا ہے، وہ دوسرے گاؤں والوں کو بھی بتا سکے۔اب احمد خان نماز جمعہ کے اجتماعات میں بچے کی پیدائش کے وقت تربیت یافتہ دائی کی موجودگی، بچے کے لئے ماں کے دودھ کی اہمیت، تشنج سے بچاؤ اور بچے کی پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد خواتین کے طبی معائنے کی اہمیت واضح کرتا ہے۔احمد خان کو بطور پیش امام جو مقام حاصل ہے، اس کی وجہ سے لوگ اس کی بات کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔

پیمان کے پروگرام کو توسیع دی جارہی ہے تاکہ دیہی خواتین کو صحت کی معیاری سہولتیں اور تربیت یافتہ دائیوں کی خدمات حاصل ہوں۔ یوایس ایڈ نے دیہی علاقوں سے 1,225 خواتین کو بھرتی کیا ہے، جنھیں 18 ماہ کا تربیتی کورس کرایا جائے گا۔ یہ خواتین اتربیت مکمل کرنے کے بعد اپنے گاؤں میں کام کریں گی اور زچہ و بچہ کی صحت کی نگہداشت کی خدمات انجام دیں گی۔ پیمان پروگرام کی طرز پر حکومت پاکستان بھی ملک بھر میں 10,000 دائیوں کو تربیت دے گی، جس سے زچہ و بچہ کی شرح اموات کم کرنے اور بچوں کی محفوظ پیدائش میں مدد ملے گی۔

پیمان کے تحت جن علاقوں میں کام ہورہا ہے، وہاں پچھلے سال کے دوران بچوں کی ہسپتالوں میں پیدائش کی شرح 30 فیصد سے بڑھ کر 43 فیصد ہوگئی ہے۔قومی سطح پر پیمان منصوبہ 10 اضلاع میں 12 ملین لوگوں تک مختلف ذرائع اور میڈیا چینل کے ذریعے رسائی حاصل کررہا ہے۔اس کام میں نچلی سطح پر 32 غیر سرکاری تنظیمیں بھی شریک ہیں۔

Alumni Connect

دیرینہ تعلق

"Highlighting past participants of U.S. Government sponsored fellowships, exchanges and grants"

’’امریکی حکومت کے زیرِاہتمام فیلو شپ، تبادلے اور گرانٹس پروگرام کے سابق شرکاء کا تعارف‘‘

Participant's name:

Sameena Imtiaz

Participant's profile(biographic sketch):

Sameena Imtiaz is the Executive Director of the Peace Education And Development (PEAD) Foundation, a social initiative committed to countering and mitigating the impact of social and political conflicts. PEAD is a non-profit/non-political training, advocacy and resource organization focused on advocating peace, nonviolence, respect of human rights and promoting the cause of democracy and development.

Ms. Imtiaz holds a Masters Degree from the University of Peshawar and has authored various publications including teachers training manuals and a series of books on the environment that is used in numerous schools in Pakistan and the region.

Program name:

Human Rights Advocacy and Awareness

Program date:

November 26 – December 14, 2007

Number of participants (total):

Seven

Countries represented in the program:

Pakistan, India, Sri Lanka, Nepal, Afghanistan

Places visited by the participant:

Washington, DC; Atlanta, Georgia; Birmingham, Alabama; Montgomery, Alabama; Santa Fe, New Mexico; New York City, New York

What part of the program did you enjoy the most (and why)?

Visiting Atlanta was professionally very profound and enriching. The Martin Luther King Jr. National Historic Site helped me understand the history of the civil rights movement in the South and how it impacted American life. It reinforced the idea that the civil society can strongly influence the life and culture of a country. It also had an immense influence on me to reaffirm my commitment to work for justice, equality and human rights - the ideals for which the martyrs of the Civil Rights Movement died.

Following my dream and taking inspiration from Dr. King's movement, I have initiated several projects in the rural districts of NWFP by engaging youth groups. My mission is to educate and engage them in the process of social and political "change"; a change that we all wish to see.

پروگرام میں شرکت کرنیوالے کا نام:

ثمینہ امتیاز

شخصی خاکہ:

ثمینہ امتیاز پیس ایجوکیشن اینڈ ڈیویلپمنٹ فاؤنڈیشن کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر ہیں۔ یہ فاؤنڈیشن سماجی اور سیاسی تنازعات کے اثرات سے نبردآزما ہونے اور ان کو کم کرنے کیلئے کوشاں ہے۔ یہ فاؤنڈیشن ایک غیر منافع بخش اور غیر سیاسی تنظیم ہے جو امن و آشتی، عدم تشدد، عظمت انسانی اور جمہوریت و ترقی کے فروغ کے لئے سرگرم عمل ہے۔

محترمہ ثمینہ امتیاز نے پشاور یونیورسٹی سے ماسٹرز کیا ہے اور متعدد کتابیں تحریر کر چکی ہیں جن میں اساتذہ کے تربیتی مینوئلز اور ماحولیات کے موضوع پر کتب بھی شامل ہیں جو پاکستان اور اس علاقہ کے متعدد اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔

پروگرام کا نام:

انسانی حقوق کا پرچار اور آگہی

پروگرام کی تاریخ:

26 نومبر سے 14 دسمبر 2007ء

پروگرام کے شرکاء کی تعداد:

سات

کن ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی؟

پاکستان، بھارت، سری لنکا، نیپال اور افغانستان

کن مقامات پر گئے؟

واشنگٹن ڈی سی، اٹلانٹا، جارجیا، برمنگھم، ، مونٹگومری، سانٹافی، نیومیکسیکو، نیویارک سٹی

پروگرام کے کس حصہ میں آپ کو زیادہ مزا آیا اور کیوں؟

اٹلانٹا کا دورہ کرنا میرے پیشہ کے لحاظ سے بہت زبردست اور معلوماتی تھا۔ مارٹن لوتھر کنگ جونیئر نیشنل ہسٹارک سائٹ نے مجھے جنوبی علاقوں میں شہری حقوق کی تحریک کی تاریخ کو سمجھنے اور امریکی زندگی پر اس کے اثرات کے بارے میں آگہی فراہم کی۔ اس سے اس خیال کو تقویت ملی کہ سول سوسائٹی کسی ملک کے طرز زندگی اور ثقافت پر موثر انداز میں اثر انداز ہوسکتی ہے۔ اس سے میرے اس عزم و ارادہ پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوئے جو میں نے انصاف، مساوات اور انسانی حقوق کے سلسلہ میں کام کرنے کیلئے کر رکھا ہے اور جس کے لئے شہری حقوق کی تحریک کے شہداء نے اپنی جانیں قربان کیں۔ اپنے تصور پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور ڈاکٹر کنگ کی تحریک سے متاثر ہو کر میں نے صوبہ سرحد کے دیہی اضلاع میں متعدد منصوبے شروع کئے ہیں جن میں نوجوانوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ میرا نصب العین انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کرنا اور انہیں سماجی و سیاسی تبدیلی کے عمل میں شریک کرنا ہے ایک ایسی تبدیلی جس کی ہم سب تمنا کرتے ہیں۔

Ask the Consul

قونصل سے پوچھئے

"Your chance to ask the Consul General at the US Embassy, Islamabad your visa related questions"

آپ امریکی سفارتخانہ اسلام آباد کے قونصل جنرل سے ویزا سے متعلق سوالات پوچھ سکتے ہیں

Q: My relative has filed a petition for me to immigrate to the United States. Why do I have to wait several years until there will be a visa available for me? How can I find out how long I have to wait?

A: The reason it takes so long for visas to be available for some applicants is that the United States has worldwide limits on the number of immigrants that may be admitted to the U.S. every year. Because so many people want to immigrate, the limited numbers are used up quickly. In order to be fair, the visas go to the people who have been waiting the longest in each type of category. When your relative filed a petition, you were given a "priority date" that marks your place in the queue of applicants who are waiting for visas.

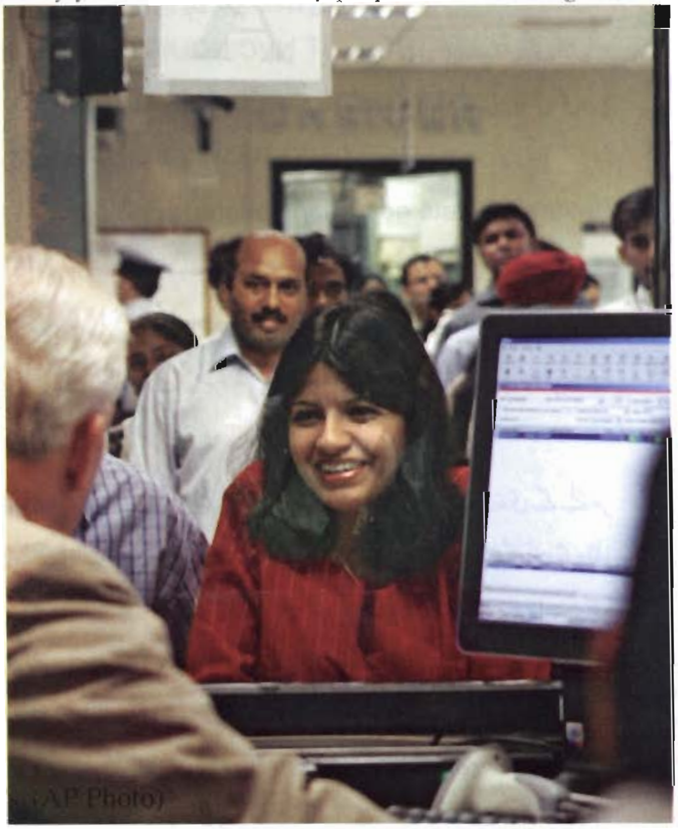

(AP Photo)

سوال: میرے ایک رشتہ دار نے میرے امریکہ نقل مکانی کے لئے درخواست دے رکھی ہے۔ مجھے ویزے کے حصول میں کئی سال انتظار کیوں کرنا پڑے گا؟ میں کیسے معلوم کروں کہ مجھے کتنا عرصہ انتظار کرنا ہوگا؟

جواب: ویزے کے حصول کے لئے بعض درخواست دہندگان کو طویل انتظار اس لئے کرنا پڑتا ہے کہ امریکہ نے اپنے ہاں نقل مکانی کر کے آنے والوں کے لئے سالانہ ایک حد مقرر کر رکھی ہے۔ چونکہ بڑی تعداد میں لوگ امریکہ آنا چاہتے ہیں، اس لئے مقررہ حد جلد پوری ہو جاتی ہے۔ انصاف کے اصول کے مطابق ویزا اس شخص کو ملتا ہے، جو کسی بھی کیٹگری میں سب سے زیادہ عرصہ سے انتظار کر رہا ہو۔ آپ کے رشتہ دار نے جب آپ کے لئے درخواست دی تو آپ کے لئے ''ترجیحی تاریخ'' مقرر کر دی گئی۔ اس طرح انتظار کرنے والے درخواست گزاروں میں آپ کا نمبر مقرر ہو گیا۔

اب آپ اپنی درخواست کو ''زیرغور'' درخواست میں تبدیل ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب کوئی درخواست ''زیرغور'' کے درجے میں داخل ہو جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کی درخواست پہلے نمبر پر آ گئی ہے اور آپ کو جلد ایمبیسی آنا ہوگا اور ویزا کی درخواست دینا ہوگی۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آپ کی درخواست کب ''زیرغور'' آئیگی، آپ اس ویب سائٹ پر محکمہ خارجہ کا ویزا بلیٹن ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ (http://travel.state.gov/visa/frvi/bulletin_1360.html). اس ماہانہ بلیٹن میں تازہ ترین ترجیحی تاریخ کی لسٹ ہوتی ہے، جس کی متعلقہ مہینے کے دوران پروسیسنگ ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ F3 ویزا کے لئے انتظار کر رہے ہیں، جو کسی امریکی شہری کے شادی شدہ بیٹے کے لئے ہوتا ہے، تو آپ بلیٹن میں 'Family Third Preference' والی فہرست چیک کریں، جس میں یہ درج ہوتا ہے کہ اس وقت کون سی تاریخوں والی درخواستوں کی پروسیسنگ ہو رہی ہے۔ جب یہ تاریخ آپ کی ترجیحی تاریخ کے قریب ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کی درخواست زیرغور آنے والی ہے۔

Ask the Consul

قونصل سے پوچھئے

Now you are waiting for your petition to become what we call "current." Once a petition is current, it means that your petition is at the head of the queue and you will soon be coming to the Embassy to apply for your visa. In order to get an idea of when your case may become current, you can check the State Department's Visa Bulletin (http://travel.state.gov/visa/frvi/bulletin/bulletin_1360.html). This monthly publication lists the latest possible priority date that can be processed in a given month in each category. So for example, if you are waiting for an F3 visa as the married son of an American citizen, you would check the row for "Family Third Preference" to see which dates are currently being processed. When that date gets to be close to your priority date, you know that your petition is close to being current.

Q: Do I have to do anything while I wait for my petition to become current?

A: Generally speaking, you do not have to do anything but wait. Your case will simply be stored by the National Visa Center (NVC) until it becomes current. However, if you or your relative change your address or phone number, you are required to alert NVC of your new contact information. Otherwise, you may not receive a notice when your case is current and you may miss your chance to immigrate. You should also tell the National Visa Center if your marital status changes or if your relative becomes a U.S. citizen. These changes help to determine which kind of visa you may qualify for, and may also affect how long you have to wait for your petition to become current. You can send these messages to NVC by writing to NVCINQUIRY@state.gov. You must include your case number in the subject line of the e-mail, and you should also include your name and date of birth and your relative's name and date of birth. Other contact information for NVC is located online at: http://travel.state.gov/visa/immigrants/info/info_3177.html

Q: I have been waiting for my petition to become current. I just got a letter from NVC telling me that my case has reached its qualifying date. What does that mean?

A: Congratulations! You have made it to the head of the queue for your immigrant visa classification. NVC will send instructions to you and your relative, explaining the documents that are required for continued processing of your immigration case. You will be asked to provide important documents related to your relationship to the relative who filed the petition, such as your birth certificate or your marriage certificate. You will also have to provide documentation which will help consular officers to determine your eligibility to immigrate, such as an Affidavit of Support and police certificates. Follow the instructions carefully. The sooner you properly complete the instructions, the sooner you will be scheduled for an interview at the consular section. We look forward to seeing you!

سوال: جب تک میری درخواست ''زیرغور'' مرحلے تک نہیں پہنچتی، اس وقت تک مجھے کیا کرنا ہوگا؟

جواب: بالعموم آپ کوصرف انتظار ہی کرنا ہوگا۔آپ کا کیس نیشنل ویزا سنٹر (این وی سی) میں اس وقت تک جمع رہے گا، جب تک یہ ''زیرغور'' کے مرحلے میں نہیں پہنچتا۔تاہم اگر اس دوران آپ یا آپ کے رشتہ دار کا ایڈریس یا فون نمبر تبدیل ہوجائے تو آپ این وی سی کو اس کی اطلاع ضرور کریں، ورنہ ممکن ہے وقت آنے پر آپ کو نوٹس موصول نہ ہو اور اس طرح آپ کا ترک وطن کا موقع ضائع ہوجائے۔اسی طرح اگر آپ کی ازدواجی حیثیت تبدیل ہوجائے یا آپ کا رشتہ دار امریکی شہری بن جائے تو اس کی بھی این وی سی کو اطلاع دینا ہوگی۔اس طرح کی تبدیلیوں سے اس بات کا تعین کرنے میں مدد ملتی ہے کہ آپ کو کس قسم کا ویزا مل سکتا ہے اور آپ کو کتنا عرصہ انتظار کرنا ہوگا۔آپ اس طرح کی تبدیلیوں کی اطلاع این وی سی کو اس ایڈریس پر تحریری طور پر بھجوا سکتے ہیں:

NVCINQUIRY@state.gov. آپ ای میل کی سبجیکٹ لائن میں کیس نمبر ضرور تحریر کیجیے گا اور اپنا نام، تاریخ پیدائش اور اپنے رشتہ دار کا نام اور تاریخ پیدائش بھی درج کیجئے گا۔این وی سی سے مزید معلومات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں:

http://travel.state.gov/visa/immigrants/info/info_3177.html

سوال: میں اپنی درخواست کے ''زیرغور'' آنے کا انتظار کررہا ہوں۔مجھے این وی سی سے لیٹر ملا ہے کہ میرا کیس کوالیفائنگ تاریخ پر پہنچ گیا ہے۔اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: مبارک ہو!اس کا مطلب یہ ہے کہ آپکی درخواست ویزا کی درجہ بندی کے لئے سر فہرست آ گئی ہے۔این وی سی آپ کو اور آپ کے رشتہ دار کو ہدایات بھیجے گا، جن میں بتایا جائے گا کہ آپ کے امیگریشن کیس کی پروسیسنگ کے لئے کون کون سی دستاویزات درکار ہیں۔آپ سے وہ اہم دستاویزات طلب کی جائیں گی، جو آپ کے اُس رشتہ دار سے آپ کی رشتہ داری سے تعلق رکھتی ہیں، جس نے آپ کے لئے درخواست دی تھی۔ان دستاویزات میں پیدائش کا سرٹیفکیٹ یا نکاح نامہ شامل ہوسکتا ہے۔آپ کو وہ دستاویزات بھی فراہم کرنا ہوں گی، جن سے قونصلر آفیسر یہ فیصلہ کرسکے گا کہ آپ ترک وطن کرسکتے ہیں یا نہیں۔ان دستاویزات میں معاونت کا بیان حلفی اور پولیس سرٹیفکیٹ شامل ہے۔آپ ہدایات پر پوری احتیاط سے عمل کریں۔آپ ان شرائط کو جتنی جلد مکمل کریں گے، اتنی جلد قونصلر سیکشن میں آپ کے انٹرویو کی تاریخ مقرر ہوگی۔ ہم آپ سے ملاقات کے منتظر ہیں!

Videography

ویڈیو گرافی

جدت: اُبھرتا ہوا ستارہ

امریکہ کا کمسن بہترین سائنسدان

Innovation: Rising Star

America's Top Young Scientist.

(Source:http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=1372119415)

Education: Youth Volunteers

Students and teachers talk about the value and benefit of helping others in their schools, the local community and around the world.

(Source:http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=2520623001)

تعلیم: نوجوان رضا کار

طلبہ وطالبات اور اساتذہ اپنے اسکولوں میں اور اپنے لوگوں اور دنیا بھر میں دوسروں کی مدد کرنے کی اہمیت اور فوائد کے بارے میں بات کرتے ہیں۔

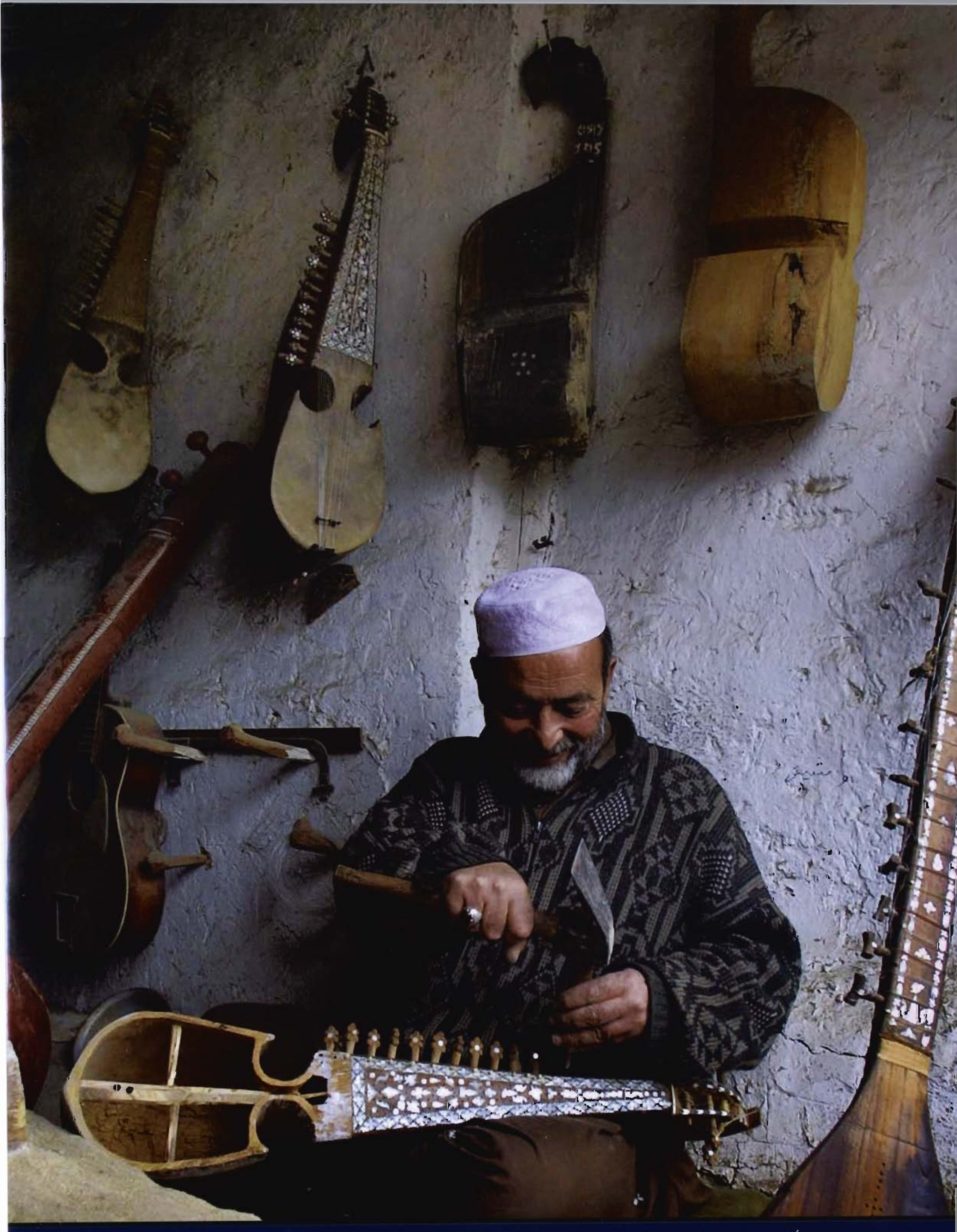

Published by the U.S. Embassy, Islamabad شائع کردہ سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ، اسلام آباد